تنظیم اسلامی کا ترجمان

33

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

29 محرم تا 6 صفر المظفر 1443ھ/ 7 تا 13 ستمبر 2021ء

طاغوت کی تبدیلی نہیں، نفی کیجئے

اسلام کی نگاہ میں ہر طاغوت طاغوت ہے، عربی ہو یا غیر عربی، فارسی ہو یا رومی۔ پس اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس میں کوئی فرق نہ تھا کہ رومی طاغوت کو ہٹا کر عربی طاغوت کو اقتدار سونپ دیا جائے۔ فارسی طاغوت کو ناکام بنا کر عربی طاغوت کو کامیاب کر دیا جائے۔ طاغوت بہرحال طاغوت ہے، کسی رنگ کا ہو، کسی نسل سے ہو، اور اس کا چاہے کوئی بھی نام رکھ لیا جائے۔ پس ایک طاغوت سے اقتدار چھین کر دوسرے کے حوالہ کر دینے سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ زمین جب اللہ کی ہے تو خالص اللہ ہی کی ہونی چاہیے۔ اور اللہ کی ہو نہیں سکتی جب تک اس پر لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کا جھنڈا نہ لہرائے۔ راہِ حق یہ نہیں کہ رومی و فارسی طاغوت کی جگہ کسی عربی طاغوت کو کھڑا کیا جائے۔ بلکہ راستہ یہ تھا کہ طاغوت کی یکسر نفی کر دی جائے اور ایک اللہ کی ربوبیّت اور اُلوہیت قائم کی جائے۔ طاغوت ہونے میں عربی و غیر عربی برابر ہیں۔ ایک کو صرف عربی ہونے کی بناء پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ سب انسان ایک اللہ کے بندے ہیں اور یہ بندگی قائم و ظاہر نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسانیت پر لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کا علم نہ لہرایا جائے۔ اس کا معنی کیا ہے؟ یہ کہ حاکمیت فقط اللہ کی ہے۔ قانون کا منبع اللہ تعالیٰ ہے۔ شرع و قانون اسی کی طرف سے ہے۔ اللہ کے سوا کسی کا کسی پر کوئی اقتدار نہیں۔ اسلام انسان اور انسان میں اگر کسی اختلاف کا قائل ہے تو وہ صرف عقیدے کا اختلاف ہے۔ عقیدہ ہی ایک انسان اور دوسرے انسان میں فرق و امتیاز کرتا ہے اور عقیدے کی بنا پر عربی، رومی، فارسی تمام اجناس و انواع ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوتے یا ایک پلیٹ فارم کو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتے ہیں۔ عقیدے کی جنسیت میں رنگ، نسل، قوم، جنس، اور نوع کا کوئی فرق نہیں۔ اس جنسیت میں عربی و غیر عربی، رومی اور فارسی وغیرہ ہم سب برابر ہیں۔

تفسیر فی ظلال القرآن
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

افغان طالبان کو درپیش نیا چیلنج

بے حسی کا انجام

طالبان حکومت کے دانشمندانہ اقدامات

ڈر اُس کی دیر گیری سے....

پاکستان، جنگِ ستمبر اور....

حضرت امامہ بنتِ ابوالعاص رضی اللہ عنہا

الھدیٰ (951)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مومنوں کا انعام اور جھوٹے معبودوں سے سوال

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 16، 17

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ۭ

آیت ۱۶: ﴿لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ﴾ ’’ان کے لیے اس میں ہر وہ شے ہو گی جو وہ چاہیں گے‘ وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔‘‘

﴿كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾﴾ ’’یہ آپ کے رب کے ذِمّہ ایک واجب الادا وعدہ ہے۔‘‘

اس وعدہ کے ایفا کی آپ کے رب پر حتمی ذِمّہ داری ہے۔ اس کے حوالے سے سورۃ آل عمران کی یہ دعا بھی ذہن میں تازہ کر لیجیے: ﴿رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾﴾ ’’اے ہمارے پروردگار! تُو نے اپنے رسولوںؑ کے ذریعے ہم سے جو وعدے کیے ہیں وہ پورے فرما اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا‘ بے شک تُو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا‘‘۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے ان وعدوں کو پورا فرمائے گا اور یہ اس کی بے پایاں رحمت کا اظہار ہے کہ وہ ان وعدوں کو اپنی ذِمّہ داری قرار دیتا ہے۔

آیت ۱۷: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ’’اور جس دن وہ اِن کو اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان سب کو جمع کرے گا‘‘

جن جن ہستیوں کے ناموں پر مشرکین نے بت بنا رکھے تھے یا جن کو وہ براہِ راست اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے‘ چاہے وہ فرشتے ہوں‘ اولیاء اللہ ہوں یا انبیاء ہوں‘ اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا:

﴿فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾﴾

’’اور فرمائے گا: کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا؟ یا وہ خود ہی راستے سے بھٹک گئے تھے؟‘‘

فرمان نبویؐ

زہد کی حقیقت وفضیلت

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰہُ وَاَحَبَّنِی النَّاسُ‘ فَقَالَ: ((اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا ، یُحِبَّکَ اللّٰہُ ، وَازْھَدْ فِیْمَا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ یُحِبَّکَ النَّاسُ)) (سنن ابن ماجہ)

سیدنا ابوالعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے جب وہ کروں تو اللہ تعالیٰ اور تمام لوگ مجھ سے محبت کریں۔ آپؐ نے فرمایا: ’’دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ‘ اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز رہو لوگ تم سے محبت کریں گے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

29 محرم تا 6 صفر المظفر 1443ھ جلد 30
7 تا 13 ستمبر 2021ء شمارہ 33

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افغان طالبان کو درپیش نیا چیلنج

افغان طالبان کا اصل امتحان اب شروع ہوا ہے۔ اس حقیقت کا اُنہیں خود بھی ادراک ہے۔ جس کا وہ برملا اظہار کر چکے ہیں گویا کرنے کا اصل کام اب یہ ہے کہ نیو ورلڈ آڈر کے برعکس اسلامی نظام عملاً قائم کیا جائے اور پھر شب و روز کی محنت سے اُس کو مستحکم کیا جائے کیونکہ نظام تو انہوں نے پہلے بھی قائم کر لیا تھا مگر چار سال بعد ہی امریکہ کی قیادت میں دنیا بھر کی قوتیں اسے ملیامیٹ کرنے میں وقتی طور پر ہی سہی لیکن بہرحال کامیاب ہوگئیں۔ نائن الیون تو محض ایک بہانہ تھا۔ اصل جرم افغان طالبان کا اسلامی فلاحی حکومت کے قیام کی کوشش تھی جو درحقیقت نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف بغاوت تھی جو اُن قوتوں کو کسی صورت قبول نہ تھی کیونکہ وہ پوری دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام کو غالب کرنا چاہتی ہیں۔ آج جو قوتیں نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے دنیا پر غلبہ چاہتی ہیں اُن ہی قوتوں نے اُس دور میں اپنے اس نظام کے نفاذ کے لیے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کیا تھا اور اسی مقصد کے تحت سوویت یونین کو بکھیرا گیا۔ اب یہ کیسے ممکن تھا کہ جس افغانستان کے ذریعے سوویت یونین کا خاتمہ کیا گیا وہی نیو ورلڈ آڈر کے خلاف کھڑا ہو جائے۔ محض یہی وجہ تھی کہ افغانستان کے خلاف 20 سال تک جنگ مسلط کی گئی۔ اور اس جنگ کا واحد مقصد نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف بغاوت کو کچل کر وہاں از سر نو سرمایہ دارانہ نظام کا قیام تھا۔ اس کے لیے افغانستان میں سیکولر نظام تعلیم کا آغاز کیا گیا، سیکولرازم کو پروموٹ کرنے والے جدید میڈیا کی بنیاد رکھی گئی، فوج سمیت تمام ریاستی اور حکومتی اداروں کا ڈھانچہ سیکولر بنیادوں پر کھڑا کیا گیا اور سرمایہ دارانہ نظام کے تحت سول سروسز کا پورا سسٹم وجود میں لایا گیا۔ ان تمام کوششوں کے زیر اثر افغانستان کے شہری علاقوں خاص طور پر کابل میں جو نسل پروان چڑھی وہ سیکولرازم سے بُری طرح متاثر ہو چکی ہے۔ گویا عالمی طاقتیں کم از کم افغانستان کی اشرافیہ میں ایک ایسا سیکولر ذہن پیدا کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکی ہیں جو نیو ورلڈ آڈر کو فالو کرنا چاہتا ہے۔ یہی ذہن ہے جو موجودہ صورتحال میں افغان طالبان کے نظام کے خوف سے بھاگ رہا ہے اور یہی ذہنیت اب افغان طالبان کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے اس ذہنیت کو بھی نظری سطح پر شکست دینا ہوگی کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے اگر افغان طالبان اسلامی نظام قائم کر بھی لیں تو اس کا دیرپا اور پائیدار ہونا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔

میدان جنگ میں تو افغان طالبان پوری دنیا کی سیکولر طاقتوں کو شکست دے چکے ہیں لیکن کیا وہ اس سیکولر ذہن کو شکست دے پائیں گے جو بیس سالوں میں افغانستان میں کافی حد تک پروان چڑھ چکا ہے؟ اِسی وجہ سے ہم نے عرض کیا ہے کہ افغان طالبان کے لیے اصل جنگ اب شروع ہوئی ہے اور یہ جنگ عسکری جنگ سے بھی زیادہ مہلک اور خطرناک ہے کیونکہ یہ جنگ میدان میں نہیں بلکہ دلوں اور

دماغوں میں لڑی جاتی ہے۔ یہی جنگ تھی جس نے تین براعظموں پر پھیلی ہوئی عظیم سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا تھا۔

ذرا تاریخ پر نظر دوڑائیں! 1784ء میں میری مارتھا آف مارٹینیق (فرانسیسی صدر نپولین کی سالی) کو کنیز کے بھیس میں عثمانی حرم میں داخل کیا گیا۔ یہ خصوصی مغربی تربیت کے بل بوتے پر عثمانی خلیفہ عبدالحمید اول کے دل پر نقش ہو کر سلطنت عثمانیہ میں ''نقش دل'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ 28 جولائی 1808ء کو اس کا بیٹا محمود دوم سلطنت عثمانیہ کا خلیفہ بن گیا اور وہی میری مارتھا آف مارٹینیق اور نپولین کی سالی اب مسلمانوں کے بادشاہ کی بااثر فرانسیسی ماں تھی جو اسی حیثیت سے اگلے 29 برس تک زندہ رہی اور ان 29 سالوں میں اسلامی خلافت عثمانیہ کا پورے کا پورا ڈھانچہ سیکولر سلطنت عثمانیہ میں بدل دیا۔ برائے نام خلیفہ محمود دوم نے اپنی فرانسیسی ماں کے زیر اثر روایتی پگڑی اور روایتی لباس ترک کر دیا اور اس کی بجائے یورپی لباس اپنایا اور تمام سرکاری عہدیداران اور اہلکاروں کو بھی مغربی لباس اپنانے کا پابند کیا۔ اس نے ہیلمٹ وان مولنکی کو اپنی فوج کا جنرل مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ فرانسیسی اور جرمن انسٹرکٹرز کی ایک بہت بڑی تعداد کی خدمات حاصل کیں۔ جنرل مولنکی بعدازاں جرمن فیلڈ مارشل بنا۔ یورپی ماہرین کی نگرانی میں ایک میڈیکل سکول قائم کیا گیا۔ یورپی نظام کے مطابق سول سروسز کا ڈھانچہ بنایا گیا۔ طلبہ کی ایک بہت بڑی تعداد پہلی دفعہ یورپ بھجوائی گئی۔ سیکولر میڈیا اور سرکاری پرنٹنگ پریس کا اجراء ہوا جس نے صرف سیکولرازم کو پروموٹ کرنے کا کام کیا۔ ایک شاہی فرمان کے مطابق عصری تعلیم لازمی قرار دی گئی اس فرمان کے تحت لوگوں کو بنیادی تعلیم کے بغیر کوئی ملازمت یا پیشہ اختیار کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اسی طرح طلبہ کی جو کھیپ یورپ میں حصول تعلیم کے لیے بھیجی گئی تھی انہوں نے واپس آ کر صرف ایک کام کیا اور وہ تھا سیکولر نظام کا قیام۔ ان یورپ پلٹ طلبہ میں مصطفیٰ راشد بھی تھا جو بعدازاں ترک وزیر خارجہ بنا۔ اس نے یورپی نظام کو مسلط کرنے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مصطفیٰ راشد کے بارے میں لکھتا ہے:

''عظیم مدبر اور اصلاحات کے دور کے مغرب نواز مصطفیٰ راشد نے اپنے اردگرد پائے جانے والے مغرب زدہ اور پوری طرح قائل افراد کے ذریعے ہر شعبہ زندگی میں نئے اصول نافذ کرنے کی زبردست کوششیں کیں۔''

کونسی کوششیں؟ ملٹری سکولز قائم کیے گئے اور ان میں غیر ملکیوں کو انسٹرکٹرز مقرر کیا گیا، دینی مدرسے ذاتی عطیات پر چل رہے تھے جبکہ سیکولر تعلیم کے لیے سرکاری سطح پر ایک مرکزی کونسل آف ایجوکیشن قائم کی گئی۔ اسلام میں اور اسلام کے نام پر اصلاحات ضروری قرار پائیں۔ دیوانی عدالتیں یورپی قوانین کے ساتھ قائم ہوئیں۔ عیسائی تمام عہدوں اور انتظامیہ میں شامل تھے۔ یہاں تک کہ کابینہ کے ممبران بھی تھے۔ لہٰذا اب عثمانی خلیفہ محض کٹھ پتلی تھا۔ سلطنت کے تمام امور اور فیصلے اب غیروں کے ہاتھ میں تھے، خلیفہ سے صرف وہی فیصلہ صادر کروایا جاتا جو عوامی مفاد کے خلاف ہوتا اور جس کا مقصد عوامی جذبات کو خلافت اور خلیفہ کے خلاف بھڑکانا ہوتا۔ یوں جس خلافت عثمانیہ کو 600 سال تک عسکری میدانوں میں شکست نہ دی جاسکی وہ مغربی تربیت یافتہ ''نقش دل'' اور مغربی تعلیم یافتہ مصطفیٰ راشد نے اندرونی طور پر ڈھیر کر دی۔

اس تناظر میں افغانستان کا جائزہ لیجیے اور سوچیے! ان 20 سالوں میں افغانستان کے ''پوش علاقوں'' میں کتنی ''نقش دل'' اور کتنے ''مصطفیٰ راشد'' پیدا ہو چکے ہوں گے؟ (ایک نقش دل ہمارے لیے بھی ملالہ کی شکل میں مغرب کی کرشمہ ساز فیکٹری میں تیار ہو رہی ہے حالانکہ ہماری اسمبلیوں اور اداروں میں پہلے ہی نقش دلوں اور مصطفیٰ راشدوں کی کمی نہیں ہے) عالمی طاقتوں نے بیس سال کی طویل جنگ سے یہی تو حاصل کیا ہے اور یہی ذہن افغانستان میں طاغوتی طاقتوں کی واحد اُمید ہے۔ کیوں پوری دنیا افغان طالبان سے مطالبہ کر رہی ہے کہ وہ تمام طبقات کو ساتھ ملا کر حکومت بنائیں۔ اگرچہ افغانستان کے اُن شہریوں کو حکومت میں شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کا شمار افغان طالبان میں تو نہیں ہوتا، لیکن وہ بھی اسلامی ذہن رکھتے ہیں اور طاغوتی قوتوں کے ذہنی طور پر دشمن ہیں۔

بہرحال اصل سوال یہ ہے کہ یہی دنیا اسرائیل کو کیوں نہیں کہتی کہ وہ فلسطینیوں کو بھی وہی حقوق دے جو صہیونیوں کو حاصل ہیں، یہی دنیا بھارت پر کیوں دباؤ نہیں ڈالتی کہ وہ مسلمانوں کو بھی برابری کی بنیاد پر حقوق دے۔ یہی دنیا امریکہ کو آئینہ کیوں نہیں دکھاتی کہ وہ کالوں کو بھی وہی حیثیت دے جو گوروں کو حاصل ہے؟ صرف افغان طالبان کو ہی یہ مشورے کیوں دیے جا رہے ہیں؟ صرف اس لیے کہ جو ہزاروں ''نقش دل'' اور ''مصطفیٰ راشد'' ان بیس سالوں میں کثیر سرمایہ خرچ کر کے پیدا کیے گئے ہیں وہ نظام میں اپنی جگہ بنا سکیں اور پھر افغان طالبان کی امارت اسلامیہ کے خلاف ایک سیکولر محاذ کھول سکیں۔

(باقی صفحہ 7 پر)

بے حسی کا انجام

(سورہ القمر کی آیات 26 تا 32 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 20 اگست 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ القمر کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ گزشتہ نشست میں ہم نے اس سورت میں قوم ثمود کا تذکرہ پڑھا تھا۔ اس قوم کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ لیکن قوم ثمود نے آپؑ کو جھٹلایا اور آپؑ کی شان میں گستاخی بھی کی۔ معاذ اللہ یہاں تک کہہ دیا کہ یہ تو بڑا جھوٹا اور خود پسند ہے۔ یہ کہہ کر اس قوم نے اللہ کے غضب کو دعوت دے ڈالی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آ گیا:

﴿سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝۲۶﴾ ''جلد ہی انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون انتہائی جھوٹا اور شیخی خورا ہے!'' (القمر:26)

غداً کا لفظ کل کے لیے بھی آتا ہے اور اس سے مراد آنے والا وقت بھی ہے۔ قیامت کے بارے میں سورۃ الحشر میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ﴾ (آیت:18) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!''

ایک کل وہ ہے جو قیامت کی صورت میں آنے والا ہے اور ایک کل وہ جو آج بھی واقعہ ہو سکتا ہے۔ یعنی موت۔ وہ تو بہت قریب ہے۔ کسی قوم کے لیے کل کے مفہوم میں مراد یہ ہوتی ہے کہ جلد تمہارے ان کرتوتوں کا نتیجہ سامنے آیا چاہتا ہے۔ قوم ثمود نے بھی اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا اور حق کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑی ہو گئی۔ جس گھمنڈ میں آ کے پیغمبر کا مذاق اڑایا کہ ایسوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا معاذ اللہ۔! اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ایک دھمکی کے انداز میں فرما رہے ہیں کہ عنقریب یہ جان لیں گے کہ کون ہے بڑا جھوٹا اور کون ہے بڑا خود پسند۔ اس قوم نے گھمنڈ اور تکبر میں آ کر حضرت صالح علیہ السلام سے فرمائش کر ڈالی کہ اگر تم واقعی سچے ہو تو نشانی لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی نازل کی اور فرمایا:

﴿اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝۲۷﴾ ''ہم بھیجے دیتے ہیں اونٹنی کو ان کی آزمائش کے لیے، تو آپؐ انتظار کیجیے ان کے بارے میں اور صبر کیجیے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے پیغمبروں کو معجزات عطا کیے۔ معجزہ ایک ایسی انہونی بات ہوتی ہے کہ عام حالات میں اس کا ہونا ناممکن ہو اور عقل دیکھ کر حیران رہ جائے۔ معجزہ ہمیشہ انسانی بس سے باہر ہوتا ہے، یہ صرف اللہ کی قدرت سے رونما ہوتا ہے۔ ہر دور میں قوموں نے ایسی فرمائشیں کی ہیں۔ جس دور میں جس چیز کا زیادہ چرچا ہوتا ہے یا جس کو کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس سے مطابقت رکھتے ہوئے معجزات اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں عطا فرمائے تاکہ لوگوں کے لیے حق و باطل میں تمیز کرنا بھی آسان ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کا زور تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزات عطا فرمائے جو جادو پر غالب آ گئے اور جادوگر اس کو دیکھ کر عاجز آ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب کا بڑا دور دورہ تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسے معجزات عطا فرمائے کہ کوڑی آپ کے دست شفقت سے شفا پاتے تھے۔ مردے کو اللہ کے حکم سے زندہ کر کے کھڑا کر دیا کرتے تھے۔ قوم ثمود نے بھی اللہ کے پیغمبر حضرت صالحؑ سے نشانی کا مطالبہ کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم ان کی اس فرمائش کو پورا کرتے ہیں لیکن یہ ان کے لیے ایک سخت آزمائش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو جو معجزات عطا کرتے ہیں وہ ان قوموں کے لیے بڑی آزمائش بھی ہوتے ہیں کہ اگر اس کے باوجود بھی قوم سیدھی راہ پر نہ آئے تو اگلا مرحلہ عذاب کا ہوتا ہے۔ آزمائش کے لیے قرآن حکیم نے لفظ فتنہ بھی استعمال فرمایا۔ اسی لیے یہاں بھی فتنہ کا لفظ استعمال ہوا۔ بہر حال معجزہ رونما ہوا اور پہاڑ سے ایک دراز قد اونٹی برآمد ہوئی۔

سورۃ الشمس میں اس اونٹی کو ناقۃ اللہ یعنی اللہ کی اونٹی قرار دیا گیا۔ ساری اونٹنیاں اللہ نے پیدا کی ہیں لیکن یہ خاص اونٹنی تھی جو معجزے کے طور پر عطا ہوئی اور اس قوم کی فرمائش پر عطا ہوئی۔ ان کے سامنے پہاڑ پھٹا اور یہ حاملہ اونٹنی برآمد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہوں کے سامنے ان کو معجزہ عطا فرمایا۔ صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝۲۸﴾ ''اور انہیں بتا دیجیے کہ اب پانی ان کے مابین تقسیم ہوگا، ہر پینے کی باری پر حاضری ہوگی۔''

یہ اتنی بڑی اونٹنی تھی کہ جس کنویں سے قوم ثمود پانی حاصل کرتی تھی اس کا سارا پانی یہ اونٹنی پی جاتی تھی اور اس کی دہشت بھی ایسی تھی کہ اس کو دیکھ کر تمام جانور بھاگ جاتے تھے۔ لہٰذا وحی کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام نے فیصلہ سنایا کہ ایک دن یہ اونٹنی پانی پیے گی اور ایک دن قوم پانی استعمال کرے گی۔ اب واقعتاً یہ اونٹی اس قوم کے لیے بڑی سخت آزمائش بن چکی تھی کہ نہ وہ اس کو رکھ سکتے تھے اور نہ ہی اس کو مارنے کی ہمت کر سکتے تھے۔ لیکن ہر قوم میں بڑے سرکش اور احمق لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک

متکبر شخص اس قوم میں بھی تھا۔ لہٰذا قوم نے اس شخص کو آگے کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾﴾

’’تو انہوں نے پکارا اپنے ایک ساتھی کو پس اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔‘‘

تفسیری روایات کے اعتبار سے تفاصیل سامنے آتی ہیں کہ اس اونٹنی کی ہیبت اتنی زیادہ تھی کہ اس کو دیکھ کر کسی کی ہمت بھی نہیں ہوتی تھی کہ وہ اس کے پاس جائے۔ ایک شخص جو بڑا متکبر اور بڑی بڑی باتیں کرنے والا تھا۔ بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ کسی قوم پر کوئی آفت آجائے یا کوئی دشمن حملہ کردے تو دو چار لوگ آگے بڑھ کر ذرا بھڑکیں مارتے ہیں تو پیچھے والے باقی لوگ کہتے ہیں کہ تو ہی پہل کر، ہم تیرے پیچھے پیچھے ہیں۔ اسی طرح اس متکبر اور بھڑکیں مارنے والے شخص کو قوم ثمود نے آگے کیا اور اس نے آگے بڑھ کر اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اب ظاہر ہے ساری قوم ہی مجرم تھی کیونکہ اس قوم میں کچھ بھڑکانے والے بھی تھے، کچھ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خاموش رہے اور انہوں نے منع نہیں کیا کہ اللہ کی اونٹنی پر ظلم مت کرو۔ گویا جرم کے ارتکاب پر خاموش رہنا، اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا، جرم کرنے والے کو روکنے کی کوشش نہ کرنا بھی اپنی جگہ جرم ہے۔

ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں جنہیں اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا کہ:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ﴾ (آل عمران: 110) ’’تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تم لازماً نیکی کا حکم دو گے اور تم لازماً بدی سے روکو گے اور اگر تم نے اس فریضے کو انجام نہ دیا تو اندیشہ ہے کہ تم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب آئے گا اور پھر تم دعائیں کرو گے اور تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔‘‘ (جامع ترمذی)

ذرا گھروں سے معاملہ شروع کیجیے۔ اگر بچہ بدتمیزی کرتا ہے تو ہم اس کو لائٹ لیتے ہیں، وہ ڈانس کرتا ہے تو ہم تالیاں بجاتے ہیں۔ اولاد اگر سینہ تان کر ماں باپ سے بات کرے تو ہم کہتے ہیں کہ اولاد کے اندر بڑا اعتماد آ گیا ہے۔ She and He is very bold. لوگ اس کو بولڈ کہتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں یہ بے غیرتی ہے۔ ہم شروع میں روک لگانے کی کوشش نہیں کرتے۔ پہلے دن اگر بچے نے گالی دی اسی دن اگر ہم نے کوئی نوٹس نہیں لیا تو کل وہ باہر نہیں گھر میں بھی گالی دے گا۔ پھر بھی روک نہیں لگائی جائے گی تو بگڑا ہوا مزاج معاشرے میں فساد پیدا کرے گا۔ اسی طرح بچیوں کا معاملہ ہے۔ آج کل بچیاں فیشن کے نام پر جس طرح کا لباس اختیار کر رہی ہیں اگر گھر سے روک ٹوک نہیں ہوگی تو معاشرے میں فساد پھیلے گا۔ مینار پاکستان والا واقعہ آج کل زیر بحث ہے۔ ٹک ٹاکر کے ساتھ جو معاملہ ہوا اور 400 لوگوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ بات کہاں سے شروع ہوئی۔ اب باتیں سامنے آ رہی ہیں کہ ٹک ٹاکر نے خود ہجوم کو اشتعال دلایا۔ پہلے ہجوم کو خود بلایا اور پھر سینکڑوں لوگوں کے درمیان میں اچھل کود، کبھی ایک کے ساتھ سیلفی، کبھی دوسرے کے ساتھ سیلفی۔ کبھی ایک ساتھ کھڑے ہونا اور کبھی دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونا اور اس کے بعد یہ توقع رکھی جائے کہ 400 لوگوں کے ہجوم میں سب اچھا ہوگا۔ جو ہوا وہ غلط ہوا ہے لیکن جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو کچھ شرفاء نے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ جب ہم برائی سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے تو پھر سب کو بھگتنا پڑتا ہے۔ لہٰذا چارسو کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ جب ہم برائی کو روک نہیں لگائیں گے، شریعت کی پابندی نہیں کریں گے، مرد اور عورت کے آزاد اختلاط کو نہیں روکیں گے، یہ فلمیں، گانے اور اس ناچ گانے

پریس ریلیز 3 ستمبر 2021ء

مذہبی جنونی ہندو ریاست کشمیری مجاہد کے جسدِ خاکی سے بھی خوفزدہ

شجاع الدین شیخ

مذہبی جنونی ہندو ریاست کشمیری مجاہد کے جسدِ خاکی سے بھی خوفزدہ دکھائی دی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ سید علی گیلانی اگرچہ خالق حقیقی سے جا ملے ہیں لیکن بھارتی حکومت اور اُس کے لاکھوں فوجیوں کے دلوں سے اُن کا خوف ختم نہیں ہو رہا۔ بھارت جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، نے اُن کی میت کو اُن کے عزیز و اقارب سے زبردستی چھین لیا اور اُنہیں اُس جگہ دفن نہ ہونے دیا جہاں دفن ہونے کی مرحوم نے وصیت کی تھی۔ درحقیقت غاصب بھارتیوں کے کشمیریوں پر ظلم وستم اور اس حوالے سے اُن کے دل کے چور نے اُنہیں خوف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے سید علی گیلانی کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایسے عظیم لوگ اس دارِفانی سے کوچ کرنے کے بعد بھی عوام کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔ مرحوم کی کشمیر کی آزادی کے لیے پُرخلوص جدوجہد اور جان ومال کی قربانی نے اُنہیں زندہ جاوید کردیا۔ بھارت اُن کے جسد خاکی پر تو قبضہ کرسکتا ہے لیکن کشمیریوں کے دلوں سے سید علی گیلانی کی محبت اور چاہت کبھی کُھرچ نہیں سکتا۔ سید علی گیلانی زندگی کی بازی تو ہار گئے لیکن کشمیری نوجوانوں کے دلوں میں بھارت کے غاصبانہ قبضے سے آزادی کی جلتی شمع کو مزید روشن اور تیز تر کر گئے۔ اہل پاکستان سید علی گیلانی مرحوم ومغفور کی پاکستان سے محبت کو کبھی فراموش نہیں کرسکیں گے اور کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں اُن کی ہر ممکن مدد کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کے اندر جو بے حیائی اور فحاشی پھیلائی جا رہی ہے اس کو نہیں روکا جائے گا تو پھر زیادتی کے کیسز تو بڑھیں گے۔ اسلامی سزاؤں کا نفاذ اگر نہیں ہوگا تو جنسی تشدد کے کیسز بڑھتے چلے جائیں گے۔ پھر اللہ کا عذاب بھی کسی نہ کسی صورت میں آئے گا۔

قرآن ہمارے سامنے گزشتہ اقوام کے واقعات اسی لیے بیان کرتا ہے تاکہ ہم سبق حاصل کریں۔ قوم ثمود کے ایک شخص نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں لیکن پوری قوم خاموش تماشائی بنی رہی۔ لہٰذا ساری قوم مجرم قرار دی گئی اور اللہ نے اس پوری قوم کو مٹا ڈالا۔ آگے فرمایا:

﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾﴾ ''پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟''

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾﴾ ''ہم نے ان پر بس ایک ہی چنگھاڑ بھیجی تو وہ باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح چورا ہو کر رہ گئے۔''

اکثر مفسرین نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ چیخ ایک فرشتے کی زوردار آواز تھی۔ اس چیخ کے نتیجے میں ساری قوم ہلاک کر دی گئی اور ایک آواز صور کی ہوگی جو اسرافیل نے پھونکنا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ بہت دور کا معاملہ ہے۔ یہ ایمان کے معاملات ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ زیادہ ہنستے نہیں ہیں، مسکراتے نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیسے ہنسوں اسرافیل کان لگائے بیٹھا ہے ادھر اللہ حکم دے ادھر وہ صور میں پھونک مارے اور عالم تمام ہو جائے۔ یہ حضور ﷺ کی کیفیت ہے۔ کبھی کبھی ہم کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مقام پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ کہیں کوئی حادثہ ہو گیا، زلزلہ میں ہزاروں لوگ مارے گئے، سیلاب انسانی جانیں لے گیا تو ہم کہتے ہیں کہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ حالانکہ اصل قیامت کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾﴾ (الزلزال) ''جب زمین ہلائی جائے گی جیسے کہ ہلائی جائے گی۔''

کہیں ایک بم بلاسٹ ہو جائے تو کتنی تباہی آتی ہے۔ جب ساری زمین زلزلے کی مانند ہلائی جائے گی تو عالم کیا ہوگا۔ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم کہہ دیتے ہیں کہ قیامت ٹوٹ پڑی، قیامت کا منظر ہے۔ لیکن یہ جو غیب کے متعلق امور ہیں ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سارا ایمان کا معاملہ ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾﴾ ''ہم نے ان پر بس ایک ہی چنگھاڑ بھیجی تو وہ باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح چورا ہو کر رہ گئے۔''

عام طور پر باڑ کسی باغ میں پھولوں یا پودوں کی حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے یا دیہاتوں میں جانوروں کی حفاظت کے لیے ایک باڑ لگائی جاتی ہے۔ جب یہ باڑ اکھاڑ پھینکی جائے تو جو منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہی قوم ثمود کا حال ہوا کہ جب خوفناک چنگھاڑ نے انہیں آ پکڑا تو وہ مردہ اور بے جان حالت میں اسی طرح بکھرے پڑے تھے۔ مراد یہ ہے کہ قوم ثمود میں بڑی اکڑ تھی، بڑا گھمنڈ تھا، بڑی بھڑکیں مارتے تھے اس قوم کے لوگ، اس گھمنڈ میں آ کر نہ صرف اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا بلکہ گستاخانہ رویہ اختیار کیا۔ معاذ اللہ۔ لیکن عذاب کے بعد وہ ایسے بکھرے پڑے تھے جیسے باڑ بکھری پڑی ہوتی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾﴾ ''اور ہم نے تو اس قرآن کو آسان کر دیا ہے سمجھنے کے لیے' تو ہے کوئی سوچنے سمجھنے والا؟''

یہ ہے نصیحت کا وہ پہلو جو بہت آسان ہے۔ پچھلی اقوام کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہا ہے کہ نصیحت کے حصول کے لیے ہم نے قرآن حکیم کو آسان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن پاک کی تلاوت کی، اس کو سمجھنے کی، اس سے نصیحت حاصل کر کے اپنے اعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: اداریہ

افغان طالبان کو مصر کے الاخوان، پاکستان کی جماعت اسلامی اور دیگر ہم عصر دینی قوتوں کے انجام سے سبق حاصل کرنا ہوگا کہ جنہوں نے سیکولر نظام کو مسلمان کرنے کی کوشش کی لیکن خود سیکولر نظام ان کے لیے مکڑی کا ایسا جال ثابت ہوا کہ رفتہ رفتہ ان دینی قوتوں کی ساری طاقت اور توانائی سلب کر لی۔ اس لیے کہ مشروب میں اگر تھوڑا سا بھی زہر ملا دیا جائے تو وہ مشروب نہیں رہتا بلکہ زہر بن جاتا ہے۔

ہماری رائے میں اگر افغان طالبان کو دیرپا اور پائیدار اسلامی حکومت قائم کرنی ہے تو سیکولر ڈھانچے کو پوری طرح مسمار کر کے ہر شعبہ زندگی میں خالصتاً اسلامی اصولوں کے مطابق نظام قائم کرنا ہوگا۔ خاص طور پر تعلیمی نظام کو خالص اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہوگا جس میں جدید تعلیم بھی ہو مگر اس کی بنیاد اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پر ہو۔ یہی تعلیم مسلمانوں کی اصل طاقت تھی جس نے آج بھی اپنا فرق شاندار طریقے سے ظاہر کیا ہے۔ یہ اسی تعلیم کی طاقت تھی کہ نہتے اور بھوکے پیاسے افغان طالبان پوری دنیا کی طاقتوں کے ساتھ بھڑ گئے لیکن اپنی آزادی پر سمجھوتہ نہ کیا۔ جبکہ دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ نوجوان غلامی کے اس قدر رسیا (شیدائی) نکلے کہ سامراجی طاقتوں کے جہازوں کے ساتھ لٹک کر مر گئے۔ یہی بنیادی فرق ہے سیکولر تعلیم میں اور اس تعلیم میں جس کی بنیاد اقراء بسم ربک الذی خلق پر ہوتی ہے۔ ایک میں طاقت، برکت اور اپنی آزادی کے لیے پوری دنیا سے ٹکرا جانے کا جذبہ اس لیے ہے کہ اس کا مقصود و مطلوب رب کی رضا اور آخرت ہے۔ جبکہ دوسری میں غلامی کا چسکا، بزدلی اور وہن کی بیماری اس لیے ہے کہ اس کا مطلوب و مقصود صرف دنیا ہے۔ یہ ذہنی غلامی اور دنیوی حرص ہی تھی جس نے ان افغان نوجوانوں کو آزادی سے بھاگ کر غلامی کے طیاروں سے لٹکنے اور مرنے پر مجبور کیا جن کے باپ دادا برطانیہ، روس اور امریکہ جیسی بڑی طاقتوں سے ٹکرا گئے تھے۔ سیکولر تعلیم مغربی استعمار کا وہ پھندا ہے جس نے عالم اسلام کو اغیار کی غلامی پر خوشی خوشی راضی کر لیا۔ یہ غلام ذہنیت ہے جو نام نہاد حقوق اور ترقی کے نام پر قوموں کو ورلڈ بینک، آئی ایم ایف کے دام فریب میں گرفتار کرتی ہے اور پھر سیکولر پالیسی سازی کے راستے ہموار کرتی۔ یہی بھوکی اور دنیوی مراعات کی رسیا ذہنیت اسلامی نظام سے بھاگ رہی ہے۔ طالبان کا سب سے بڑا امتحان اس مغرب زدہ سیکولر ذہنیت کو دوبارہ اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے۔ اگر افغان طالبان اس جن کو دوبارہ بوتل میں ڈالنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان کی دیرپا امارت اسلامیہ قائم ہو سکتی ہے اور افغان اقدار بھی باقی رہ سکتی ہیں۔ چنانچہ افغان طالبان کی اصل جنگ اب طاغوتی طاقتوں کے ساتھ نہیں بلکہ اُن کی پیدا کردہ سیکولر و ملحدانہ سوچ اور ذہنیت کے ساتھ ہے اور اس کا واحد اور فطری حل اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ہے۔ جو افغانستان میں مضبوط، پائیدار اور مستحکم اسلامی حکومت کی بنیاد فراہم کرے گا۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha1@yahoo.com

5

حضورِ رسالت _ 3 _ (I)

سحر با ناقہ گفتم نرم تر رَو
کہ راکب خستہ و بیمار و پیر است
قدم مستانہ زد چنداں کہ گوئی
بپایش ریگ ایں صحرا حریر است

ترجمہ صبح کے وقت میں نے اونٹنی سے کہا کہ آہستگی سے چل کیونکہ (تیرا) سوار کمزور، بیمار اور بوڑھا ہے۔

میں نے اسے جتنا کہا اس نے اس کے خلاف مستی بھرے قدم اُٹھائے (جیسے) اس کے پاؤں اس صحرا کی ریت پر نہیں، ریشمی کپڑے پر ہوں۔

تشریح حجاز جانے کے شوق میں تیاریاں جاری ہیں اور میں خوابوں کی دنیا میں حرمِ مکی سے حرمِ مدنی کے لیے پر تول رہا تھا۔ مدینے کا ہر مسافر ہی نہیں، مدینے کے مسافروں کو لے جانے والی اونٹنیاں بھی فضائے مدینہ اور صحرائے مدینہ کی حشر سامانیوں پر نظر رکھتی ہیں۔ آغازِ سفر میں سحری کے وقت میں نے اونٹنی سے کہا کہ ذرا آہستہ چلنا کہ آج کا مسافر ذرا کمزور، بیمار اور بوڑھا ہے مگر اونٹنی نے جذبۂ عشق ومستی میں میری درخواست کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھا اور تیز رفتاری سے سوئے مدینہ چل پڑی۔ شاید اونٹنی اور سواریوں کے سوئے مدینہ تیز چلنے کی وجہ یہ ہو کہ ____ عاشق اور مسافرِ مدینہ کو محبوب کے قدموں میں تیزی سے پہنچا دو کہ کہیں عاشق 'فراقِ یار' کا مارا ہوا نہ ہو جائے اور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی جان کی بازی ہار نہ جائے۔ یا ____ یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اونٹنی ریگ زارِ عرب کی سختیوں اور سنگینیوں کو قابلِ قبول بنانے کے لیے تیز چل پڑی ہے کہ جیسے اس کے قدم ریگ زار پر نہیں ریشمی کپڑے پر پڑ رہے ہوں۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے پاک شہر مدینہ کے راستے کی سختیاں عاشقان کے لیے سراسر خوش بختی تھی اور شوقِ سفر اور ذوقِ زیارتِ مدینہ میں ہر مشکل آسان لگ رہی تھی۔

شوق کے سفر اور محبوب کے قرب کی تگ و دو میں پیش آنے والی ہر تکلیف اور اُٹھنے والا ہر قدم دل خوش کن اور دل میں اہتزاز اور ہیجان پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اس راستے کا ہر پتھر اور ناہمواری حریر و ریشم کی طرح ملائم اور سکون بخش ہوتی ہے۔

حضورِ رسالت _ 3 _ (I)

مِہار اے ساربان او را نشاید
کہ جانِ اُو چو جانِ ما بصیر است
من از موجِ خرامش می شناسم
چو من اندر طلسمِ دل اسیر است

ترجمہ اے ساربان! اس اونٹنی کو نکیل نہیں چاہیے کیونکہ اس کی جان بھی میری جان کی طرح (جلوۂ محبوب) دیکھنے والی ہے۔

میں (اسے) اس کی رفتار کی موج سے پہچان رہا ہوں۔ کہ میری طرح (وہ بھی) دل کے جادو کی قیدی ہے۔

تشریح اے اونٹنی کے ساربان! اس خوش نصیب اونٹنی کو مہار کی رسی اور ساربان کے اشاروں کی ضرورت نہیں ہے، یہ اونٹنی میری طرح فضائے مدینہ کی دیوانی لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے باطنی ذوق وشوق کے پیشِ نظر مجھے ایسی میری طرح حرم مدنی کے عشق میں مست اور اس راہ کے مسافروں کو آرام پہنچانے والی اونٹنی (سواری) عطا فرما دی ہے یا اس انوکھی اونٹنی کو میری طرح کا سوار بخش دیا ہے یہ فیصلہ مشکل ہے یہ قران خوش بختی ہے کہ سوار اور سواری ایک کٹھن صحرائی راستہ کی مشکلات کو نعمت سمجھ کر برداشت کر رہے ہیں اور سفر کی سختیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل کے قریب کرنے والی آسانیاں نظر آ رہی ہیں۔ مدینے پہنچ کر مواجہہ شریف پر کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے کے روح پرور منظر نے باقی سب کچھ بھلا دیا ہے، سوار اور سواری ماحول سے کٹ کر صرف منزل پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ زندگی کے سفر میں اگر مقصدیت ہو تو اس راہ کی تکالیف تکالیف نہیں رہتیں۔ انسانوں کے درمیان زندگی کے مقصد اور 'طالب' و 'مطلوب' کا ہی فرق ہے۔ زندگی ہر ایک کی گزر ہی جاتی ہے۔ جلال الدین رومی ؒ نے اسی مقصدِ زندگی پر چند اشعار اس موضوع پر کہے ہیں۔ وہ پیشِ خدمت ہیں

قبلۂ شاہاں بود تاج و گہر — قبلۂ اربابِ دنیا سیم و زر
قبلۂ صورت پرستاں آب و گِل — قبلۂ معنی شناساں جان و دل
قبلۂ زُہاد محراب قبول — قبلۂ بد سیرتاں کارِ فضول
قبلۂ تن پروراں خواب و خورش — قبلۂ انساں بدانش پرورش
قبلۂ عاشق وصالِ بے زوال — قبلۂ عارف جمالِ ذوالجلال

اگر بھارت نے مسئلہ کشمیر کو یوں ہی لٹکائے رکھا اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا تو ایک وقت آئے گا کہ بھارت کے دیگر صوبوں اور ریاستوں میں بھی بغاوت پھوٹ پڑے گی اور وہ سوویت یونین کی طرح بکھر جائے گا: ایوب بیگ مرزا

امریکہ اور یورپ کو معلوم ہے کہ وہ اب عسکری طور پر افغانستان میں موجود نہیں رہ سکتے لہٰذا وہ پروپیگنڈا کے ذریعے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہیں گے کہ افغان طالبان انسانی حقوق کے تحفظ میں ناکام ہیں: رضاء الحق

طالبان حکومت کے دانشمندانہ اقدامات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر حبیب اسلم

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: کابل ائیرپورٹ پر جو ہڑبونگ مچی ہوئی ہے اس کا اصل محرک کیا ہے۔ کیا لوگ اپنے معاشی فائدے کے لیے باہر جانا چاہ رہے ہیں یا افغان طالبان کے ڈر سے؟

ایوب بیگ مرزا: جب طالبان نے کابل پر قبضہ کیا تو افغان طالبان کے راہنما یہ اعلان کر چکے تھے کہ وہ کوئی انتقامی کارروائی نہیں کریں گے اور انہوں نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ مغربی اور افغان میڈیا نے شروع سے ہی یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ لوگ طالبان کے خوف سے بھاگ رہے ہیں۔ لیکن افغان طالبان نے یہ بات عملاً ثابت کر دی کہ وہ انتقامی کارروائی یا کوئی جارحانہ انداز نہیں اپنا رہے تو پھر معاملہ کھل کر سامنے آ گیا کہ باہر جانے والے وہ لوگ ہیں جن کے معاشی مفادات ہیں۔ کیونکہ افغانستان ایک غریب ملک ہے اور امریکہ ایک بہت بڑا ملک ہے۔ لہٰذا زیادہ کمانے کی خواہش اور اپنی غربت سے نکلنے کے لیے وہ باہر جانا چاہ رہے ہیں۔ ہم پہلے بھی ایسی خبریں سنتے تھے کہ کئی لوگ کنٹینر کے ذریعے اور کشتیوں کے ذریعے امریکہ اور یورپ جاتے ہوئے مارے گئے۔ ظاہر ہے جہاں کی معاشی حالت اچھی نہیں، آمدنی کے ذرائع اتنے نہیں ہیں تو وہاں سے لوگ نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جب دیکھتے ہیں کہ ان کا کوئی رشتہ دار باہر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی کایا پلٹ گئی تو اس کے بعد دیگر لوگ بھی باہر جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل میں اس وقت دنیا بہت زیادہ مادہ پرست ہو چکی ہے دنیا کے سامنے سوائے مادی فوائد کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ اگر افغانستان کی بجائے پاکستان میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے کوئی امریکہ جانا چاہتا ہے تو وہ جا سکتا ہے تو ائیرپورٹ پر کئی کئی میل لمبی لائنیں لگ جائیں گی۔ کوئی یہ نہیں سوچے گا کہ امریکہ نے اتنے مظالم کیے، افغانستان اور عراق میں کیا کیا، اس کی تاریخ کیا ہے، وہ ظلم پر ہمیشہ کمربستہ رہتا ہے۔ بلکہ ہر کوئی اپنی دنیا بنانے کے لیے آگے دوڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کابل ائیرپورٹ پر جو لوگ جمع ہیں ان میں نوے فیصد سے زیادہ لوگوں کی خواہش معاشی دوڑ میں آگے بڑھنا ہے۔ البتہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو بڑے کٹر قسم کے سیکولر ہیں وہ بھی ان میں ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کا اسلامی نظام میں دم گھٹتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن زیادہ تر لوگوں کی اصل وجہ معاشی ہے۔

سوال: اگر اصل وجہ معاشی ہے تو عالمی میڈیا اور بھارتی میڈیا طالبان کے خلاف پروپیگنڈا کر کے لوگوں کو کیا تاثر دینا چاہ رہے ہیں؟

رضاء الحق: حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہٹلر کے دست راست گوئبلز نے اپنا فلسفہ پیش کیا تھا جس کی بنیاد پر پہلے نازی جرمنی نے اور بعد میں امریکہ نے بھی اپنی تمام انفارمیشن کی مہمات شروع کیں، وہ فلسفہ یہ تھا کہ ایک جھوٹ کو اتنی دفعہ دہراؤ کہ لوگ اس کو سچ سمجھنے لگ جائیں۔ ایک تو ان کا یہ طریقہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب امریکہ کو ویت نام میں شکست ہوئی تھی اور جب وہ سائیگون سے بھاگا تھا وہی صورت حال اس وقت افغانستان میں دکھائی دے رہی ہے۔ ویت نام کے پیچھے تو سوویت یونین موجود تھا لیکن یہاں افغان طالبان نے اکیلے ہی اسے شکست دی۔ نوم چومسکی نے اپنی ایک کتاب: ''ویپن آف ماس ڈیسیپشن'' میں لکھا ہے کہ انٹرنیشنل میڈیا کے ذریعے ماس ڈیسیپشن ایک ہتھیار بن چکا ہے اور مغرب نے اس کو ہر جگہ استعمال کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں نیو ورلڈ آڈر کے اعلان کے وقت، نائن الیون کے بعد اور آج بھی میڈیا کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ مغرب اور امریکہ میڈیا کے ذریعے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کو باور کرا دیا جائے کہ افغانستان محفوظ ملک نہیں ہے۔ افغان ائیرپورٹ پر چند ہزار لوگ موجود ہوں گے لیکن اس تعداد کو میڈیا اس انداز سے اچھال رہا ہے کہ یہ لوگ پورے کابل کے عوام کو reflect کر رہے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں کو ہائی لائٹ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ مغرب کی آواز بن سکتے ہیں کہ دیکھو یہ افغان طالبان کے ڈر سے بھاگ رہے ہیں۔ جو لوگ جہاز سے گر کر مرے ہیں ان میں ایک نوجوان تھا جو کہہ رہا تھا کہ میں فٹبالر بننا چاہتا ہوں اب اس کی خواہش تھی کہ میں باہر جا کر فٹ بال کھیلوں اور میرا کیرئیر بنتا رہے۔ اب یہ تاثر دینا امریکہ اور مغرب کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ ان کو پتا ہے کہ اب ہم فزیکلی افغانستان میں موجود نہیں رہ سکتے۔ اب ان کے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ وہ میڈیا اور پروپیگنڈا کے ذریعے وہاں اپنی موجودگی ظاہر کریں اور بار بار یہ باور کرا سکیں کہ افغان طالبان اور ریاست افغانستان انسانی حقوق کی پاسداری میں ناکام ہیں۔ اس کے لیے وہ ان لوگوں کو استعمال کریں گے جو مغرب سے مرعوب ہیں۔ اگر مغرب اور امریکہ یہ چاہتے ہیں کہ افغان طالبان افغانستان میں عورتوں کو اسی طرح کی نام نہاد آزادی دیں جو امریکہ اور یورپ میں ہے تو ظاہر ہے افغان طالبان نے بیس سال جنگ اس لیے نہیں لڑی کہ وہ مغربی نظام لے کر آئیں۔ انہوں نے

اسلام کا معاشرتی نظام لے کر آنا ہے اور آج کی دنیا میں عورتوں کے حقوق، انسانی حقوق، اقلیتوں کے حقوق کے نعرے اسی لیے تو لگائے جا رہے ہیں تا کہ اسلام کے معاشرتی نظام کو ٹارگٹ کیا جا سکے۔ حالانکہ افغان طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے اپنی دونوں پریس کانفرنسز میں واضح کیا کہ ان سب کو حقوق دیے جائیں گے لیکن اسلام کے دائرے میں رہ کر۔ ابھی طالبان حکومت بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور پھر بعد میں وہ پورے ایس او پیز ترتیب دیں گے اور پورے افغانستان کو اپنے کنٹرول میں کریں گے۔ اس کے لیے ابھی انہیں کچھ وقت لگے گا۔ اسی لیے انہوں نے کہا کہ ہم ابھی نوکری پیشہ خواتین کو سکیورٹی نہیں دے سکتے۔ اس لیے وقتی طور پر خواتین ابھی گھر بیٹھیں۔ جب ہم ایس او پیز بنا دیں گے تو اس وقت ہم سکیورٹی مہیا کریں گے اور پھر خواتین بھی کام کر سکتی ہیں۔ اس وقت تک ان کی تنخواہ ان کو گھر بیٹھے ملتی رہے گی۔ بہر حال مغرب کو معلوم ہے کہ اب ہم شاید فزیکلی اور عسکری لحاظ سے تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن پروپیگنڈے کی جنگ جاری رکھیں گے۔

سوال: افغانستان کی اندرونی سیاسی صورت حال کیا ہے اور کیا طالبان کا پورے افغانستان پر قبضہ ہو چکا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ افغانستان کی سیاسی صورت حال بالکل واضح نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جب تک کوئی باقاعدہ حکومت نہیں بنتی اس وقت تک واضح کیسے ہوسکتا ہے۔ ابھی تو ڈی فیکٹو حکومت چل رہی ہے۔ طالبان کے امیر ہبیت اللہ ہیں لیکن ابھی تک کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہے۔ لیکن جس طرح افغان طالبان کا کابل کو دشمنوں سے اتنا جلدی واگزار کرا لینا غیر متوقع تھا اسی طرح ان کا رویہ بھی غیر متوقع ہے۔ کوئی نہیں توقع کرتا تھا کہ وہ اس طرح عام معافی کا اعلان کریں گے۔ انہوں نے کسی ایک دشمن کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا کہ ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ بلکہ میں نے اخبار میں دیکھا کہ انس حقانی اس شخص سے مل رہے ہیں جس نے کہا تھا کہ میں انس حقانی کو پھانسی دوں گا۔ پھر یہ خیال تھا کہ وہ خالصتاً اپنی حکومت قائم کریں گے، وہ کسی کو اپنے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کریں گے لیکن انہوں نے عبداللہ عبداللہ، یونس قانونی، حامد کرزئی سے ملاقات کی اور ان سب کو یہ پیغام دیا کہ ہماری آپ کی کوئی دشمنی نہیں ہے، ہم سب افغانستان کے لوگ ہیں، ہم سب مسلمان ہیں آپ ہمارے نظام میں آسکتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ ہم نے ساری جنگ اسلام کے لیے لڑی ہے لہٰذا جو کچھ ہوگا وہ اسلام کے دائرے کے اندر اندر ہوگا۔ یعنی نظام اسلام کا ہوگا اور حکومت ہم سب مل کر کر سکتے ہیں۔ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ طالبان غیر اسلامی چیزوں پر کوئی سمجھوتہ کر لیں گے۔ انہوں نے باقاعدہ کہا ہے کہ ہم اسلامی حکومت قائم کریں گے اور اس میں جو کوئی جتنا حصہ ڈال سکتا ہے سیاسی طور پر اس کو موقع دیں گے۔ اس حوالے سے تقریباً تمام فریقوں نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ البتہ احمد شاہ مسعود کے بیٹے احمد مسعود نے طالبان کو تھوڑا سا ڈاج کیا ہے۔ پہلے اس نے یہ تاثر دیا کہ اس کا کوئی اختلاف نہیں ہے وہ ان سے راضی ہے۔ لیکن اچانک پنج شیر میں جا کر بیٹھ گیا اور لوگوں کو اکٹھا کر لیا اور عمر اللہ صالح بھی وہاں پہنچ گیا۔ لیکن عمر اللہ صالح کی کوئی عسکری حیثیت نہیں ہے، لیکن عمر اللہ

> ایک وقت تھا جب لوگ کہا کرتے تھے یہاں طالبانائزیشن ہو رہی ہے تو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ اگر طالبانائزیشن سے خطرہ ہے تو یہاں اسلام نافذ کر دو۔

صالح اس کے ساتھ مل گیا اور اس کو سیاسی تقویت مل گئی ہے۔ پنج شیر وہ علاقہ ہے جو طالبان 1996ء میں بھی کلیئر نہیں کرا سکے تھے۔ اس علاقے میں شمالی اتحاد کے لوگ رہتے ہیں، وہ پختون نہیں ہیں، وہاں زیادہ ازبک اور ہزارے ہیں۔ پھر وہ وادی اس طرح کی ہے کہ وہاں سے دفاع کرنا آسان ہے اور ان پر حملہ کرنا نسبتاً مشکل ہے۔ البتہ افغان طالبان اب جو جنگی سٹریٹجی اختیار کر رہے ہیں وہ بہت بہتر ہے، وہ ساتھ ساتھ انہیں صلح اور مذاکرات کی دعوت بھی دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کا دائرہ تنگ بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کی رسد بھی روک دی ہے لیکن انہیں ساتھ ساتھ کہا جا رہا ہے کہ ہم آپ سے آخری موقع تک یہ خواہش کریں گے کہ ہمارے درمیان گولی نہ چلے۔ میں سمجھتا ہوں کہ احمد مسعود بھی ان کی اس پالیسی کا وقتی فائدہ اٹھا رہا ہے اور وہ بھی بالآخر جنگ کے بغیر ہی ساتھ مل جائے گا۔ اس وقت اپنی شرطیں منوانے کے لیے معاملے کو طول دے رہا ہے۔ بہر حال ہماری خواہش ہے اور اللہ کرے کہ پُرامن طریقے سے سارے مسائل حل ہو جائیں۔ دوسری طرف بھارت بیچارے پر بہت برا وقت آیا ہوا ہے۔ بھارت نے اب ساری توقعات پنج شیر سے باندھ لی ہیں۔ ان کا میڈیا جھوٹی خبریں پھیلا رہا ہے کہ تاجکستان نے پنج شیر والوں کے لیے ایئر لفٹ کے ذریعے اسلحہ اور خوراک پہنچائی ہے اور پنج شیر والے بڑے بہادر لوگ ہیں۔ یہ اصل میں اپنی خواہشات کا اظہار ہے جس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

سوال: طالبان کے افغانستان پر قبضے سے خطے کے دیگر ممالک پر کیا اثرات پڑیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: افغانستان کے پڑوسی ممالک میں پاکستان، ایران اور چین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انڈیا اور ترکی کو بھی ہمسایہ شمار کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ہمسایوں میں سے چین کو تو گولڈن چانس ملا ہے۔ چین کا منصوبہ بی آر آئی ادھر سے ہی گزرے گا۔ چین اپنے شہریوں کو یہ ہدایت کر رہا ہے کہ افغانستان میں جو رہے وہ اسلامی لباس پہنے۔ اصل میں چین کے سارے معاشی معاملات کی حفاظت کا مسئلہ ہے۔ اگر بی آر آئی یہاں سے گزر کر سنٹرل ایشیا جاتی ہے تو چین کو تجارتی سطح پر بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ سنٹرل ایشیا پورا اس کی دسترس میں آ جائے گا۔ دنیا کے ہر ملک میں کوئی نہ کوئی معدنیات ہوتی ہیں۔ ایک ماہر نے کہا ہے کہ افغانستان ایسا ملک ہے جس میں تمام معدنیات ہیں۔ بیٹریوں میں جو دھات لیتھیم استعمال ہوتی ہے وہ نوے فیصد افغانستان میں ہے۔ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آنے والے وقت میں دنیا کتنی اس کی محتاج ہوگی۔ بہر حال چین کے لیے گولڈن چانس ہے کہ افغانیوں کے ساتھ تعلقات بنا کر رکھے اور ان پر غلبہ پانے کی کوشش نہ کرے۔ اگر چین ان سے تعاون کرے گا تو وہ بھی تعاون کریں گے۔ اس طرح دونوں کا اقتصادی فائدہ بھی ہوگا۔ اس کے بعد سب سے بڑا فائدہ پاکستان کو پہنچا ہے۔ طالبان کے پہلے دور میں افغان سرحد پر ہمارے چند سو آرمی کے لوگ ہوتے تھے لیکن نائن الیون کے بعد بھارت نے اس بارڈ پر دراندازی کی جس کے نتیجے میں ہماری سوا لاکھ فوج افغان سرحد پر رکھنا پڑی۔ اندازہ کریں ہمارا کتنا خرچہ بڑھ گیا۔ اب یہ سوا لاکھ فوج ہم ان شاء اللہ واپس بلا لیں گے اور ہماری باقی تمام توجہ مشرقی سرحد پر منتقل ہوگی۔ بھارت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اب سنٹرل ایشیا تو اس کے لیے خواب بن گیا ہے۔ ابھی تو طالبان اس فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم بھارت کو بھی پورا موقع دیں گے۔ وہ افغانستان جو بھارت کے لیے جنت بنتا نظر آ رہا تھا وہ اب بھارت کے لیے جہنم بن رہا ہے۔ اسی طرح جتنی دہشت گردی

بھارت افغانستان کی سرزمین سے پاکستان میں کررہا تھا وہ نہیں کرسکے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ اب کوئی تجارت نہیں کرسکے گا۔ پھر اس فتح سے کشمیریوں کو بہت حوصلہ ملے گا۔ کوئی قوم بھی کسی آبادی کے بہت بڑے حصے کو ایک طویل عرصے کے لیے غلام نہیں بنا سکتی، زبردستی زنجیروں میں جکڑ نہیں سکتی۔ ایک دن اس کو آزاد کرنا پڑے گا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ امریکہ اگر دس سال پہلے انخلاء کا فیصلہ کرلیتا تو 22 سو ارب ڈالر نہ خرچ ہوتے، شاید گیارہ سو ارب ڈالر خرچ ہوتے اور اس کے لوگ بھی آدھے ہی مرتے۔ اسی طرح بھارت اگر آج یہ فیصلہ کرلے کہ اسے بھی ایک دن کشمیر چھوڑنا ہے، کیوں نا آج ہی چھوڑا جائے تو بھارت کا بھی نقصان نسبتاً کم ہوگا۔ لیکن اگر بھارت نے کشمیر کے مسئلے کو لٹکایا اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا تو ایک وقت آئے گا کہ بھارت کے صوبوں اور ریاستوں میں بھی بغاوت پھوٹ پڑے گی اور وہ سوویت یونین کی طرح ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ بھارت اس وقت شدید خطرے میں ہے۔ اسی طرح پاکستان کو اب سمجھ لینا چاہیے کہ آنے والا وقت اسلام کا وقت ہے۔ اگر پاکستان کی اشرافیہ اور مقتدر قوتیں انہی عیاشیوں اور غلط کاموں میں پڑی رہیں اور قوم کی دولت سے اپنے گھر اور بنک بیلنس بڑھاتی رہیں تو جو کچھ افغانستان میں ہوا ہے اس سے بڑھ کر پاکستان میں ہوسکتا ہے۔ جہاں بھی کسی کو نظر آئے گا کہ فلاں نظام کی وجہ سے فلاں علاقے کی بہتری اور بھلائی ہوئی ہے تو لوگ اس طرف جائیں گے۔ ایک وقت تھا جب لوگ کہا کرتے تھے یہاں طالبانائزیشن ہورہی ہے تو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ اگر طالبانائزیشن سے خطرہ ہے تو یہاں اسلام نافذ کردو۔ وہاں طالبان نے عام معافی کا اعلان کردیا ہے۔ لیکن اگر یہاں کی اشرافیہ اور یہاں کی دولت لوٹنے والوں نے یہ کام نہ چھوڑا تو یہاں ایسے لوگ برسراقتدار آسکتے ہیں جو ان کی لوٹی ہوئی دولت کو ان کا پیٹ پھاڑ کر حاصل کریں گے۔ لہٰذا اس بات سے بچنے کے لیے پاکستان کی اشرافیہ اور مقتدر حلقے یہ سمجھ جائیں کہ اب حالات وہ نہیں رہے۔ کبھی حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ اگر وہ اسلام کے ساتھ جڑ جائیں تو اُخروی فائدہ تو ہے ہی لیکن ساتھ ان کا دنیوی فائدہ بھی یہی ہے کہ وہ اب راہ راست پر آجائیں۔

سوال: مقتدر طبقہ کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عوام کو بھی اپنی اصلاح کرنی پڑے گی وگرنہ پاکستان کے حالات اس معاملے میں خراب ہوسکتے ہیں۔ افغانستان میں تو پُرامن انقلاب آیا ہے اگر یہاں کی اشرافیہ اور مراعات یافتہ لوگ باز نہیں آتے تو یہاں خونی انقلاب آسکتا ہے۔ اس سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ پرامن طریقے سے اسلام کی تعلیمات کو سمجھتے ہوئے عوام بھی اور حکمران بھی اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے صراطِ مستقیم پر آجائیں۔ اللہ اور رسول ﷺ نے جو حکم دیا ہے اس پر آجائیں۔ عدل وقسط پر خود بھی قائم ہوں اور دوسروں کو بھی کہیں۔ کسی کا حق کھانے کی بجائے جائز پر اکتفا کریں تو پاکستان میں خرابیاں بھی بتدریج ٹھیک ہوجائیں گی اور اسلام بحیثیت نظام بھی آجائے گا۔

❁❁❁

یادِ رفتگاں

مردِ مجاہد سید علی گیلانی کی رحلت

سید علی گیلانی 29 ستمبر 1929ء کو زوری منز، تحصیل بانڈی پوری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سوپور سے حاصل کی، بعد میں محمد دین فوق انہیں لاہور لے آئے۔ تقسیم سے پہلے لاہور میں معروف استاد آقا بیدار بخت نے بھاٹی گیٹ میں ایک سکول قائم کیا تھا، جسے اورنٹیل سکول اور بعد میں اورنٹیل کالج کہتے تھے، سید علی گیلانی وہاں پڑھتے رہے۔ فارسی اور عربی میں مہارت وہاں سے حاصل کی۔ بعد میں وہ کشمیر واپس چلے گئے۔ انہوں نے کشمیر یونیورسٹی سے ادیب فاضل اور منشی فاضل کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔ انہوں نے 1949ء میں بطور استاد ملازمت شروع کی اور بارہ برس تک وادی کے مختلف علاقوں میں بطور سکول ٹیچر پڑھاتے رہے۔ سید علی گیلانی اپنے لڑکپن میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی کتابیں پڑھ کر ان سے متاثر ہوگئے۔ 1941ء میں جب جماعت اسلامی قائم ہوئی تو جماعت کے حلقہ میں شامل ہوگئے۔ سید علی گیلانی 1953ء میں جماعت اسلامی کے باقاعدہ رکن بنے اور ان کا نظریاتی تعلق ہمیشہ قائم رہا۔ جنوبی ایشیا کے نیلسن منڈیلا سید علی گیلانی اٹھائیس اگست 1962ء کو پہلی بار گرفتار ہوئے اور تیرہ مہینے کے بعد جیل سے رہا کیے گئے۔ مجموعی طور پر انہوں نے 20 سال وادی میں اور وادی سے باہر بھارتی جیلوں میں گزارے۔ ریاستی اسمبلی کے پندرہ برس تک ممبر رہے۔ 1972ء، 1977ء اور 1987ء میں سوپور سے رکن اسمبلی منتخب ہوئے۔ تیس اگست 1989ء کو اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے اس کے بعد ہونے والے تمام ریاستی انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ جماعت کے ساتھ مفاہمت کے تحت تحریک حریت کشمیر قائم کی اور اس کی قیادت سنبھالی۔ وہ طویل عرصہ سیاسی اتحاد آل پارٹیز حریت کانفرنس کے چیئرمین رہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے پہلے کشمیری رکن بنے۔ سید علی گیلانی ہی نے سری نگر سے جماعت کی سیاسی فکر پر مبنی اخبار روزنامہ آذان جاری کیا، وہ اس کے ایڈیٹر رہے۔ اسیری، مسلسل جدوجہد اور ریاستی جبر سے وہ مختلف جسمانی عوارض کا شکار رہے، ان کا ایک گردہ نکال دیا گیا۔ دل کی تکلیف کی وجہ سے انہیں پیس میکر لگایا گیا۔ ان پر ایک درجن سے زائد قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔ آخری دس برس انہیں اپنی اولاد سے دور گھر میں ضعیف اہلیہ کے ساتھ نظر بند رکھا گیا۔ وہ پاکستان سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہیں کشمیر کی سیاست میں بلند مقام حاصل تھا۔ وہ مقبوضہ کشمیر کے پاکستان سے الحاق کے حامی تھے اور پاکستان کی سلامتی کے لیے ہمیشہ دعاگو رہے۔ سید علی گیلانی اعلیٰ پائے کے مصنف اور مثالی خطیب تھے۔ سید علی گیلانی سات دہائیوں تک کشمیری سیاست میں سرگرم رہے۔ بھارتی قبضے سے کشمیر کی آزادی کے لیے انتھک جدوجہد کرتے رہے اور بالآخر 92 سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جاملے۔

ڈر اُس کی دیر گیری سے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیل کم نظری قصۂ قدیم وجدید!

30 اور 31 اگست کی درمیانی شب افغانستان میں اسلامی تاریخ دوہرائی گئی۔ اس آخری دور کی جنگوں میں جس کا اختتام ملحمۃ الکبریٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور پر ہونا باب الفتن کی احادیث میں مذکور ہے۔ ہماری نگاہیں ان فتنوں کا ظہور مسلسل دیکھ رہی ہیں۔ اسی میں ذکر ''بدر الثانی'' کا بھی ملتا ہے۔ افغانستان میں لڑی گئی تاریخ کی طویل ترین جنگ میں سبھی غزوات کی مشابہت رہی۔ اسباب ووسائل کی قلّت اتنی کہ دنیا کا نہتا اور قلیل ترین گروہ تاریخ کے کثیر ترین، جدید ترین اور طاقتور ترین گروہ کے مقابل کھڑا تھا۔ اس اعتبار سے بدری مشابہت عین وہی ہے۔ حتیٰ کہ دنیا بھر کے مسلمانوں نے خونریز ٹکراؤ سے لرز کر امریکا کا ساتھ دینے ہی میں عافیت سمجھی۔ ان کا مقابلہ کرنا ایسا ہی تھا: ''گویا آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں''۔ 59 اسلامی ممالک نے بنی اسرائیل کے انداز میں طالبان سے کہہ دیا: ''تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو، ہم یہیں بیٹھے ہیں۔'' (المائدہ: 5) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کیا کہ کفر کی صفوں میں کھڑے ہوکر دامے، درہمے، سخنے ہمہ نوع اپنا حصہ ڈالا۔

دنیا میں اسلام کو مٹا ڈالنے کے جس عزم سے 2001ء میں پوری جدید دنیا افغانستان پر ٹوٹ پڑی تھی یقیناً ملا عمرؒ کے بے قرار سجدوں میں، آہ وزاری میں یہ مسنون دعا شامل رہی ہوگی: ''اے اللہ! اگر یہ گروہ ہلاک ہوگیا تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی، اپنی مدد بھیج!'' اللہ، اللطیف، المجیب کی جانب سے وعدے کل اور آج پورے ہوئے۔ طالبان نے فضائے بدر پیدا کی، اللہ نے نصرت اتاری۔ ''(یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول کرلی (اور کہا) کہ بے شک میں ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔'' (الانفال: 9) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے نزول کی تصدیق: ''یہ جبریلؑ ہیں جو اپنے گھوڑے کو سر سے پکڑے ہوئے ہیں اور ہتھیار بند ہیں۔'' (صحیح بخاری) نگاہ نبوت فرشتوں کی مدد دیکھ رہی تھی۔ اللہ کے سبھی وعدے سچے ہیں اور وہ ایک مرتبہ پھر امت کے، پیکرِ عزیمت طالبان کے لشکر کے حق میں پورے ہوئے۔ الحاد، بے دینی، انکارِ مذہب، سیکولر ازم لبرل ازم کی گھن گرج کے اس دور میں اس گلوب پر حجت ایک مرتبہ پھر تمام کردی، بہ زبانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: ''اللہ اکبر! تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دی۔''

افغانستان میں کفر کی شکست کامل کا یہ دن اکیسویں صدی میں ایک مرتبہ پھر یوم الفرقان بن کر نازل ہوا۔ ایک وہ دن تھا جب: ''وہ لوگ...... جو اپنے گھروں سے اتراتے اور گھروں سے اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں۔'' (الانفال: 47) ابوجہل اپنے حق پر ہونے میں بش اور بلیئر سے کچھ کم غرے میں نہ تھا۔ اُس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر اللہ سے فیصلہ مانگا تھا: ''اے اللہ! ہم میں سے جو فریق قرابت کو زیادہ کاٹنے والا اور غلط حرکتیں زیادہ کرنے والا ہے (دہشت گرد، انتہا پسند، فساد پھیلانے والا) اُسے تُو آج توڑ دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جو فریق تیرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ پسندیدہ ہے آج اس کی مدد فرما!'' عین یہی زبان 'بدی کا محور' (Axis of Evil) کے عنوان سے بش اور حواریوں نے نہ صرف افغانستان میں بلکہ سبھی باعمل مسلمانوں کے لیے استعمال کرتے ہوئے اس جنگ کا ڈول ڈالا تھا۔

اللہ کی طرف سے ایک جواب قرآن میں موجود ہے۔ دوسرا جواب برسرِ زمین امریکی انخلاء کی آخری رات بہ زبان حال امریکی کمانڈر سینٹ کام جنرل میکنزی کے آخری اعلان میں موجود ہے جو رُندھی ہوئی آواز میں محتاط الفاظ میں اعترافِ پسپائی ہے۔ ایک طرف گینیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج ہونے کے لائق عالمی تاریخ کی ریکارڈ شکن شکست ہے، دوسری طرف قرآن، فرقان حمید کا رواں تبصرہ ہے: ''اگر تم فیصلہ چاہتے تو تمہارے پاس فیصلہ آگیا، اور اگر تم باز آجاؤ تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم پلٹ کر اسی حماقت کا اعادہ کرو گے تو ہم بھی اسی سزا کا اعادہ کریں گے، اور تمہاری جمعیت خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو تمہارے کچھ کام نہ آسکے گی۔ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔'' (الانفال: 19) ایک جنگ، چار امریکی صدر، بیس سال، کھربوں کا نقصان۔ ''جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لیے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے، مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لیے پچھتاوے کا سبب بنیں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے...... یہی لوگ اصل دیوالیے ہیں۔'' (الانفال: 36، 37) ابھی جنگ کی باقیات پر بے حساب اخراجات باقی ہیں!

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر یہ صبح طلوع کی جس میں اللہ کے وعدے کے مطابق قوم مومنین کے سینوں کو شفا اور ٹھنڈک عطا ہوئی، قلوب کی جلن مٹا دی گئی اور کفر کو ذلّت وخواری دی۔ (التوبۃ: 14، 15) اس صبح سے پہلے رات بارہ بجے کابل ایئرپورٹ باضابطہ طالبان کے حوالے کرکے آخری امریکی فوجی اپنا جھنڈا لپیٹ کر بہ چشم نم، دل گرفتہ طویل شبِ غم گزار کر لوٹ رہا تھا۔ طالبان ایئرپورٹ کی خاک پر سربسجود تھے ربّ تعالیٰ کی کبریائی کے حضور! وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے!

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!

اُمت کو یہ عالی شان دن مبارک ہو جسے پوری امت ترستی رہی۔ یہ سجدہ ہمیں ہر جا نصیب ہو۔ کشمیر و فلسطین میں بھی۔ سبھی مغلوب ومعتوب مسلمانوں کے حصے میں سرخروئی، سربلندی، آزادی وحقیقی حریت اللہ لکھ دے، غلامی کی نکبت وذلت سے ہر مسلم سرزمین کو نجات دے۔ (آمین!) فتح کی تکمیل پر کابل کی فضا اللہ کی عطا کردہ قوت وشوکت پر ہوائی فائرنگ سے گونج اٹھی۔ یہ گولیاں دشمن سے بزورِ بازو چھینے اسلحے کے انباروں کا حصہ ہیں، سو ایسی خوشی بجا ہے! ٹریسر گولیوں، گولوں سے آسمان سرخ ہوگیا۔ خونِ شہداء کی لالی سے سجنے والا افق تہجد کے وقت فتح سے تمتما اٹھا۔ تین عالمی قوتوں کی شکست فاش پر مہر

ثبت ہوئی۔ بلکہ اب تو شریک کار 65 ممالک، اقوام متحدہ، کفر والحاد، سیکولرازم، لبرل ازم سبھی کو سونڈ پر داغ لگا۔ اس سوال کا جواب بھی آ گیا۔

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تری منتظر اے روزِ مکافات!

سرمایہ دارانہ نظام کے شکنجے کی گرفت اس جنگ سے بہت کچھ ڈھیلی پڑ چکی۔ اثرات جلد ظاہر ہونے لگیں گے۔ ایک طرف اگر یہاں انخلا نے پوری دنیا کو عجب مناظر دکھائے تو امریکا میں ایک اور انخلا بھی مسلسل موسمی تھپیڑوں کے ہاتھوں جاری ہے۔ لوزی اینا میں طوفان (ہری کین) کے تھپیڑے اور کیلی فورنیا میں بھڑکتی آگ کے شعلے۔ طویل لامنتہا قطاروں میں لگی گاڑیاں نکل بھاگنے کا افراتفری کا منظر دکھا رہی ہیں۔

نہ جا اُس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اُس کی
ڈر اُس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا!

ہم اللہ سے لرزتے ہوئے پاکستان کے حق میں عفو و عافیت، درست پالیسیوں کے لیے رب تعالیٰ کی رہنمائی و مدد کے طلب گار ہیں۔ اللہ ہمیں ڈوبتے سفینے کی سواری سے بچائے اور طالبان کو سجدۂ شکر نصیب ہوا ہے تو اللہ ہمیں سجدۂ سہو کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

تفاصیل تو بے شمار ہیں۔ امریکا جس مشن پر آیا تھا اس میں افغانستان کو مٹکے بھر بھر روشن خیالی بیس سال پلائی تھی۔ موسیقی اس کی فضاؤں میں بھر دینا، اسی ذوق کی آبیاری، بالخصوص خواتین کے لیے اس کا ہدف تھا۔ انخلا میں اپنے سبھی پارٹنر، شراکت کار، ترجمان لے جانا چاہتا تھا۔ مگر افغانستان کی موعودہ ترقی کے تابوت کا آخری کیل یہ تھا کہ 260 افغان موسیقار اور ان کے خاندان جس میں ایک لڑکیوں پر مشتمل پورا آرکسٹرا اور 140 بچے بھی شامل تھے جو جانے کو تیار تھے، وہ اپنا موسیقی کا ورثہ ساتھ لے جانا چاہتے تھے، مگر ان سب نے بسوں میں ٹھنسے ہوئے اپنے خاندانوں کے ساتھ 17 گھنٹے ایئرپورٹ کے لیے دھکے کھائے شدید گرمی میں۔ آخری لمحات میں امریکی سپاہیوں نے انہیں ایئرپورٹ داخلے سے روک دیا۔ ایئرپورٹ، جہاز سب نگاہوں کے سامنے چند گز کے فاصلے پر تھا مگر لاحاصل۔ میوزک اسکول کے کچھ آلاتِ موسیقی، اس حدیث کی تکمیل میں سرکاری اہل کاروں نے زخمی بھی کر ڈالے: ”میں آلاتِ موسیقی توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں“۔ سجدوں، اذانوں، تلاوتوں کی سرزمین افغانستان لوٹ آئی!

❁❁❁

پاکستان، جنگِ ستمبر اور مسلم دنیا

سیّد مودودی رحمۃ اللہ علیہ

ایک دانش مند قوم کو ایسے موقع پر، جو اس وقت ہمیں درپیش ہے، حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر دیکھنا چاہیے، کہ حریف کے مقابلے میں ہمارے کمزور پہلو کیا ہیں اور قوت و طاقت کے ذرائع کیا ہیں؟ کیوں کہ عقل مندی کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ اپنی قوت اور طاقت کے ذرائع کو مضبوط کیا جائے، اور کمزور پہلوؤں کی تلافی کی تدابیر سوچی جائیں۔

ہندوستان ہم سے کئی گنا زیادہ آبادی رکھتا ہے۔ رقبے کے لحاظ سے بھی کئی گنا بڑا ہے اور ذرائع، وسائل اور اسلحے کی مقدار کے لحاظ سے بھی۔ ان حیثیتوں سے ہم ان اُمور کی تلافی کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ رقبہ بڑھانا چاہیں تو نہیں بڑھا سکتے اور اگر ہم خاندانی منصوبہ بندی سے توبہ کر لیں تب بھی، تعداد کے لحاظ سے اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اس کے اسلحے کی فراہمی کے ذرائع اور وسائل بھی ہم سے زیادہ ہیں۔ ان پہلوؤں سے یہ ممکن نہیں کہ ہم اس سے بڑھ جائیں یا اس کے برابر ہی پہنچ جائیں۔

اب یہ دیکھیے کہ ہماری طاقت کے ذرائع کیا ہیں تاکہ ان کو دیکھ کر اندازہ ہو سکے کہ اگر ہم ان ذرائع کو بڑھائیں تو ہم دشمن سے بڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ ذرائع اگر ہمیں مضبوط بناتے ہیں، تو پھر یقیناً انہیں بڑھانا ہی عقل مندی کا تقاضا ہوگا۔

ہماری طاقت کے اتھاہ ذخیرے: اسلام اور ایمان

ہمارے لیے سب سے اوّلین شعبہ طاقت کا وہ اتھاہ ذخیرہ ہے، جس میں ہندستان بلکہ پوری کافر دنیا ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور یہ ایمان اور اسلام کی دولت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس چند روزہ جنگ میں ہمیں کامیابی اس لیے ہوئی کہ ہماری فوج دشمن کی فوج کے مقابلے میں زیادہ تربیت یافتہ تھی تو میں اسے غلط نہیں کہتا، مگر واقعہ یہ ہے کہ محض فوجی تربیت اور اسلحے کے استعمال کی مہارت ہی وہ چیز نہ تھی، جس نے ہمیں فتح یاب بنایا۔ ہماری فوجی تربیت بھی تو وہی تھی، جو انگریزی نظامِ عسکریت کے تحت ہم نے پائی۔ ادھر دشمن نے بھی یہی تربیت حاصل کی تھی۔ اگر محض اسی پر ہمارا انحصار ہوتا تو ہم بازی نہیں جیت سکتے تھے۔ تب وہ چیز کیا تھی، جس نے ایک اور دس کے مقابلے میں ہمیں کامیاب کرایا؟ دراصل وہ چیز اللہ پر ایمان، آخرت کا یقین، محمد الرسول اللہ ﷺ کے دین کی محبت، اور یہ یقین تھا کہ اگر ہم شہید ہو گئے تو ہماری بخشش ہوگی اور ہم جنت میں جائیں گے۔ اس چیز نے ہمارے سپاہی کو طاقتور بنایا۔ خالص دینی جذبہ، اللہ و رسولؐ اور آخرت پر یقین اور شہادت کا شوق ہمارے سپاہی کی اصل روح ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نصرت عطا فرمائی ہے۔

آپ دیکھیں کہ ان علاقوں سے جو دشمن کی زد میں تھے، ہماری آبادی اس طرح نہیں بھاگی جس طرح دوسری جنگِ عظیم کے دوران فرانس کی آبادی ان علاقوں سے بھاگی، جن پر جرمن فوجوں نے حملہ کیا تھا۔ ہمارے تاجر نے اس اخلاق کا ثبوت دیا جو زندہ قوموں کے شایانِ شان ہے۔ اس کی نظیر نہیں ملتی کہ جنگ چھڑ جائے اور ضرورت کی عام چیزیں بازار سے غائب نہ ہوں اور چیزیں نہ صرف ملتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی سستی ہو جائیں۔ یہ آخر کس چیز کا فیض ہے۔ بجز ایمان کے اور ان اخلاقیات کے، جو ہمیں اسلام کی بدولت حاصل رہے ہیں۔

غور کیجیے کہ اگر اس موقع پر خدانخواستہ سارا انحصار فوجی مہارت کے استعمال پر ہوتا اور ایمان کی طاقت نہ ہوتی، یا اسلام کی دی ہوئی بچی کھچی اخلاقی حس بیدار نہ ہوتی اور تاجر لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیتے، عوام بدحواس ہو کر بھاگنا شروع کر دیتے، بستیوں کو خالی دیکھ کر یا افراتفری کے عالم میں دیکھ کر مجرم اپنے جرائم کی رفتار تیز کر دیتے، تو آج ہم کہاں ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے دین، اسلام کے سوا اور کوئی چیز ہمیں بچانے والی نہیں ہے۔

تجربے سے سبق حاصل کریں

ایک عقل مند کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب حریف کے مقابلے میں اسے اپنی طاقت وقوت کے ذرائع کا علم ہوجائے تو انہیں بڑھانے کی کوشش کرے، نہ کہ انہیں ختم کرنے میں لگ جائے۔ یہ تجربہ جو ہمیں اس جنگ میں ہوا ہے، ہم اسے بار بار نہیں دُہرا سکتے۔ ہم اپنے نوجوانوں کو وہ تعلیم نہیں دے سکتے جو انہیں ذہنی شکوک وشبہات میں مبتلا کرے۔ ہم قوم کو عیاشی کی شراب نہیں پلا سکتے۔ ہم قوم کی اخلاقیات کا ستیاناس نہیں کر سکتے۔ ایک مرتبہ ہم نے تجربہ کرلیا ہے کہ ہماری مسلسل غلطی کے باوجود صرف ایمان اور اخلاق ہی ہمارے کام آئے ہیں۔ اب اگر ہم بار بار اپنی اسی طاقت کو کمزور کرنے والے طریقے اور راستے اختیار کرتے چلے جائیں گے، تو نہ معلوم ہم میں سے کتنے آئندہ بھی مضبوط ثابت ہوں؟ ہرنئی آزمائش کے موقع پر پہلے سے کمزور ہوتے چلے جانا ایک فطری چیز ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ہماری کسی غلطی کی سزا نہیں دی۔ اس لیے اب ہمیں اپنی ایمانی قوت کو مضبوط کرنے اور اخلاقی طاقت کو ناقابلِ تسخیر بنانے والے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ہمیں خوب سوچ سمجھ کر اپنے نظامِ تعلیم کا جائزہ لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ یہ نظام نوجوانوں میں کس حد تک ایمان کے بیج بوتا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں کمزوری ہو، اسے رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہمیں اپنے اخلاق کو سنبھالنے کی فکر کرنی چاہیے۔ نشرواشاعت کے دیگر ذرائع سب کو اس کی فکر کرنی چاہیے اور وہ کام نہ کیے جائیں جو اخلاق کو کمزور کرنے والے ہوں، بلکہ ایک سچّے مسلمان کی سیرت کو نشوونما دینے کی نیت اور جذبے سے کام کیا جانا چاہیے۔

ہمارا فطری اتحادی۔۔۔ عالمِ اسلام

ہندو قوم چاہے کتنی ہی کثیر تعداد میں کیوں نہ ہو، وہ بھارت تک محدود ہے۔ اس کے برعکس یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہم اس دینِ حق سے تعلق رکھتے ہیں جو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا ہوا ہے۔ مسلمان جہاں بھی ہیں وہ فطری طور پر ہمارے دوست اور فطری اتحادی ہیں اور یہ بھی اسلام کی بدولت ہے۔ پھر مسلمان ملکوں میں سے جو اقوامِ متحدہ کے رکن ہیں، 13 مسلمان ملکوں کی زبان عربی ہے۔ یہ سب ملک ہمارے فطری اور پیدائشی حامی ہیں۔ ان ممالک کی حکومتیں اگر کسی موقع پر ہماری حمایت نہ بھی کرتی ہوں، تب بھی ان ملکوں کے عوام ہمیشہ ہماری حمایت کرتے ہیں۔

جہادِ پاکستان نے عالمِ اسلام پر جو اثر ڈالا ہے، اس مناسبت سے عرب دنیا کے ایک نامور لیڈر ایک عربی اخبار میں لکھتے ہیں کہ: ''اسرائیل کی آبادی صرف 22 لاکھ ہے اور سات آٹھ کروڑ عرب اس سے ڈرتے ہیں، جب کہ پاکستان نے صرف دس کروڑ کی آبادی کے ساتھ 48 کروڑ آبادی کے بھارت کے دانت کھٹے کردیے ہیں''۔ پھر انہوں نے یہ سوال عربوں کے سامنے رکھا ہے کہ غور کیجیے کہ آخر وہ کون سی بنیادی وجہ ہے جو آپ کو اسرائیل کے مقابلے میں کمزور بنائے ہوئے ہے؟

ان نکات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جہادِ پاکستان نے خود عالمِ اسلام پر کیسا عظیم الشان اثر ڈالا ہے۔ فی الحقیقت یہ جو کچھ ہوا ہے، بالکل فطری طور پر ہوا ہے۔ یہ ہماری کوششوں سے نہیں ہوا، لیکن اسے اب نشوونما دینا ہمارا فرض ضرور ہے۔

گزشتہ برسوں میں ہم نے مسلمان ملکوں کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کی کوئی خاص کوشش نہیں کی۔ پاکستان سے پہلے ہم اس بھروسے پر تھے کہ ہندوؤں کے مقابلے میں دنیا کے مسلمان ہمارے ساتھ ہیں اور تقسیمِ ہند کے بعد بھی ہم اسی بھروسے پر رہے، لیکن بھارت نے مسلم ممالک کو ہم سے توڑنے کی زبردست مہم شروع کردی۔ اس نے مسلمانوں کو ہم سے توڑنے کے لیے اپنے عربی دان مسلمانوں کو پروپیگنڈے کے لیے عرب ملکوں میں بھیجا، جنہوں نے وہاں کے دانشوروں اور لیڈروں کو یقین دلایا کہ پاکستان تو انگریزی استعمار کی پیداوار ہے۔ بھارت نے پاکستان کے خلاف اس قدر زہر پھیلایا کہ 1956ء میں، جب میں عرب ملکوں میں گیا تو مجھ سے وہاں مقیم پاکستانیوں نے کہا کہ ان ملکوں میں ہمیں خود کو پاکستانی کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہاں ہمیں مغربی استعمار کا آلہ کار سمجھا جاتا ہے۔ بھارت نے لاکھوں روپے خرچ کر کے جو زبردست پروپیگنڈا کیا، یہ سب کچھ اس کا نتیجہ تھا۔ لیکن یہ سراسر اللہ کا فضل ہے کہ اس جنگ کے دوران اس کی کوشش ناکام ہوگئی۔

ٹھوس اقدامات کی ضرورت

میں کہتا ہوں کہ اسلام کی بدولت یہ سب کچھ اگر ہمیں اپنی کسی خاص کوشش کے بغیر حاصل ہوا ہے تو عقل مندی یہ ہے کہ اب ہم اپنی خاص کوشش سے اسے بڑھائیں۔

اس ضمن میں ہمارے سفارت خانوں نے جو کردار ادا کیا ہے، اس کے متعلق نرم سے نرم الفاظ میں مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے کوئی خاص خدمت انجام نہیں دی۔ حج کے لیے جانے والے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حج کے زمانے میں ہندوستان صاف ستھری عربی زبان میں اپنے پروپیگنڈے پر مشتمل پمفلٹ تقسیم کرتا ہے کہ ''بھارت کے مسلمان خیریت سے ہیں اور انہیں ہر طرح کا آرام اور سہولتیں حاصل ہیں''۔ اس کے مقابلے میں حقائق کو سامنے لانے کے لیے ہمیں اوّل تو کوئی چیز شائع کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اگر ہو بھی تو نہایت گھٹیا انداز میں کہ اسے کوئی پڑھتا بھی نہیں۔ یہ ایک نہایت ضروری چیز ہے کہ عرب ملکوں میں ہمارے سفارت خانوں میں عربی جاننے والے لوگ موجود ہوں اور دوسرے ملکوں کے سفارت خانوں میں بھی اس ملک کی زبان جاننے والے لوگ ہوں۔ فارن سروس میں لیے جانے والے لوگوں کے لیے یہ چیز لازمی کرنی چاہیے تاکہ وہ اس ملک میں اپنا موقف اور نقطہ نظر کامیابی کے ساتھ پیش کرنے کا عمل جاری رکھیں۔

ایک اور ضروری چیز یہ ہے کہ خود ہمارے نظامِ تعلیم میں عربی زبان کو ایک لازمی زبان کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔ عربی زبان جسے مُلّا کی زبان سمجھا جا تا رہا ہے، آج دنیا کے 13 ایسے ممالک کی زبان ہے، جو خلیج فارس سے لے کر اٹلانٹک تک پھیلے ہوئے ہیں اور اقوامِ متحدہ کے رکن ہیں۔ ان ملکوں میں ڈاکٹروں، انجینئروں، پروفیسروں اور دیگر ٹیکنیکل عملے کی ضرورت ہے۔ ہم یقیناً ایسا عملہ ان ملکوں کو دے سکتے ہیں، لیکن زبان کی اجنبیت مانع ہے۔ وہ لوگ اپنی ضرورت کے تحت ڈاکٹر اور انجینئر وغیرہ منگواتے ہیں، مگر جب وہاں ڈاکٹر اور مریض کے درمیان، انجینئر اور اس کے ماتحت عملے کے درمیان زبان کی مشکل حائل ہوتی ہے تو پھر انگریزی مترجمین کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ہمارے ہاں کالجوں میں وظیفے دے کر طلبہ کو عربی پڑھنے پر آمادہ کیا جاسکے، تو یہ ماہرین ہمارے قدرتی سفیر ثابت ہوں گے اور مفید خدمات انجام دیں گے۔ اس طرح کوئی وجہ نہیں کہ وہ ملک ہماری حمایت نہ کریں۔ اگر ہم ایسا کر سکیں تو ان شاءاللہ سارا عالمِ اسلام ہمارے ساتھ ہوگا۔

میں نے یہ چند عملی تجاویز مختصر الفاظ میں بیان کردی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں بروئے کار لانے کی توفیق دے۔

حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاص رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

مختصر تعارف

"اُمامہ" کے معنی سیادت، قیادت اور آگے بڑھنے کے ہیں۔ حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا یا اُمامہ بنت ابوالعاصؓ رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نواسی تھیں۔ حضرت امامہؓ نبی کریم ﷺ کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرح بے حد عزیز تھیں۔ آپؓ کی دادی حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں۔

سلسلۂ نسب

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی، سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادیاں، سیّدہ رقیہؓ، سیّدہ اُمِ کلثومؓ اور سیّدہ فاطمۃ الزہرہؓ آپؓ کی خالائیں تھیں۔ والدہ کی طرف سے نسب یوں ہے: حضرت اُمامہؓ بنتِ حضرت زینبؓ بنتِ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصیٰ۔ والد کی طرف سے نسب یوں ہے: حضرت اُمامہؓ بنتِ حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدالمناف بن قصیٰ۔

غزوۂ بدر کے قیدی

رسول اللہ ﷺ کے داماد اور سب سے بڑی صاحبزادی، سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر، ابوالعاصؓ بن ربیع بھی غزوۂ بدر کے قیدیوں میں شامل تھے، جن کی رہائی کے لیے اُن کی اہلیہ نے اپنی والدہ، اُمّ المومنین، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وہ بیش قیمت اور انمول ہار بھیجا، جو اُن کی رخصتی کے وقت والدہ نے انھیں اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا فدیہ

حضور ﷺ نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا فدیہ یہ مقرر کیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ اور ان کے بچوں حضرت علیؓ اور حضرت امامہؓ کو فوراً مدینہ بھیج دیں۔ اور ہار حضرت زینبؓ کو واپس بھیج دیا، کیونکہ وہ اس کی ماں کی نشانی تھی۔

پیکر وفا اور اخلاقِ مجسم، ابوالعاصؓ نے مکہ پہنچتے ہی آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور اُن کے دو معصوم بچوں، علی بن ابوالعاصؓ اور اُمامہ بنتِ ابوالعاصؓ کو اپنے چھوٹے بھائی، کنانہ بن الربیع کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ دخترِ شہنشاہِ کونین ﷺ، سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا یہ سفرِ ہجرت المناک واقعات میں سے ایک ہے۔

کنانہ اپنی بھابھی اور اُن کے دونوں بچوں کو لے کر مکّہ سے ذرا دُور وادی، ذی طویٰ پہنچے تھے کہ اچانک عقب سے آنے والے تیروں کی بوچھاڑ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کو لہولہان کر دیا۔ اونٹنی کے زمین پر گرنے سے دخترِ رسولؐ بھی بچوں کے ساتھ زمین پر گر کر نہ صرف شدید زخمی ہوئیں، بلکہ چار ماہ کا حمل بھی ضائع ہو گیا۔ علی اور امامہ زمین پر گری ماں سے لپٹ کر زاروقطار رو رہے تھے۔ کنانہ نے جب بھابھی کو زخمی اور بچوں کو بلکتے دیکھا، تو غصّے سے بپھر گیا۔ میان سے شمشیر نکال کر ہوا میں لہراتے ہوئے غضب ناک انداز میں بولا، "اگر تم میں سے کسی ایک میں بھی ہمّت ہے، تو قریب آؤ تاکہ تمھارے جسموں کو گردن کے بوجھ سے آزاد کر دوں۔" کنانہ کے غصّے اور جلال کو دیکھ کر ہبار بن اسود کی قیادت میں آنے والا کفار کے نوجوانوں کا لشکر خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی رحلت

حضرت زینبؓ نے صحت مند ہونے کے کچھ دن بعد پھر رختِ سفر باندھا اور دونوں معصوم بچوں، علیؓ اور اُمامہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے آئیں۔ بعدازاں، اُن کے شوہر، ابوالعاص نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اہلِ سیر لکھتے ہیں کہ ہجرت کے دوران پیش آنے والے سانحے میں اندرونی چوٹوں نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو زیادہ عرصہ جینے نہ دیا اور وہ 8 ہجری کو 31 سال کی عُمر میں وفات پا گئیں۔ اُمامہؓ اور علیؓ کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ تھا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ اکثر گھر میں علیؓ اور اُمامہؓ سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے آب دیدہ ہو جایا کرتے تھے، یہاں تک کہ چار سال بعد 12 ہجری کو حضرت ابوالعاصؓ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ کی محبوب نواسی

ویسے تو آنحضرت ﷺ تمام بچّوں ہی سے بہت پیار کرتے تھے، لیکن آپؐ کو اپنی بڑی صاحبزادی، سیّدہ زینبؓ کی بیٹی، حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاصؓ سے خصوصی انسیت تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "اُمامہؓ کی ماں، زینبؓ میری وہ بیٹی ہے، جس نے میری محبت میں بہت زیادہ تکالیف برداشت کیں۔" حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت اُمامہؓ کو (بعض اوقات) نماز پڑھتے وقت بھی اُٹھائے ہوتے تھے۔ ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ "سجدے میں جاتے تو اُتار دیتے اور جب قیام فرماتے، تو دوبارہ اُٹھا لیتے۔" (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، حدیث 516)۔ حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاص رضی اللہ عنہا، آنحضرت ﷺ کی محبوب نواسی تھیں۔

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے محبّت کے دو واقعات

طبقات ابن سعد کے مصنف، علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری نے اپنی کتاب میں حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی محبت کے دو واقعات تحریر کیے ہیں۔ پہلا واقعہ علی بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کے پاس تشریف لائے، تو آپؐ کے ہاتھ میں ایک بیش قیمت پتھروں کا ہار تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "مَیں یہ ہار اُسے دوں گا، جو مجھے تم سب مَیں سب سے زیادہ پیاری ہے۔" اہلِ خانہ نے کہا کہ "آپؐ یہ ہار عائشہ بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا کو دیں گے"، لیکن آپؐ نے اپنی نواسی، حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاصؓ کو بلوایا اور اپنے دستِ مبارک سے وہ ہار اُنھیں پہنا دیا۔

دوسرا واقعہ اُمّ المومنین، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "ایک مرتبہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ زیورات بھیجے، جن میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی۔ آپؐ نے وہ انگوٹھی اپنی نواسی، حضرت اُمامہ بنتِ زینبؓ کو بھجوا دی اور فرمایا کہ "اے میری بچی! اسے پہن لو" (طبقات ابن سعد جلد ہشتم، صفحہ 386 اردو)۔ آنحضرت ﷺ کا بچّوں سے پیار محبّت صرف نواسی یا نواسوں تک محدود نہ تھا، بلکہ آپؐ عام بچّوں سے بھی اسی طرح محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اُنہیں سلام کرتے، گود میں بٹھاتے، پیار کرتے، اُن کے

ساتھ مختلف کھیل کھیلتے، اُنھیں کھانے کی چیزیں، جیسے کھجور وغیرہ عنایت فرماتے۔

حضرت علی ؓ سے نکاح

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے وقت حضرت اُمامہ ؓ سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں۔ آنحضرتؐ کی تربیتِ خاص کی بدولت فرماں برداری، قناعت، سنجیدگی، بُردباری، تدبّر، حکمت و معاملہ فہمی میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ چھوٹی سی عُمر میں ماں کی ممتا سے محروم ہوگئی تھیں، چناں چہ صبر وشکر، تسلیم ورضا اور توکل علی اللہ مزاج کا حصّہ تھے۔ یہی وہ خوبیاں تھیں، جن کی وجہ سے سیّدہ فاطمۃ الزہرہ ؓ نے اپنی وفات سے پہلے حضرت علی ؓ کو وصیّت فرمائی کہ ”میری وفات کے بعد میری بھانجی، اُمامہ بنتِ زینب ؓ سے نکاح کرلینا۔“

نبی کریم ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ ؓ بھی جنّت کو سدھار گئیں، تو حضرت علیؓ نے سیّدہ فاطمہ ؓ کی وصیّت پر عمل کرتے ہوئے حضرت اُمامہؓ کے گھر نکاح کا پیغام بھجوایا۔ پیغام کی قبولیت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، حضرت صفیہ ؓ کے بیٹے، حواریِ رسولؐ اور ”عشرہ مبشرہ“ میں شامل صحابی حضرت زبیر بن عوام ؓ کی سرپرستی میں نکاح کی تقریب ہوئی۔

طبقات ابن سعد میں محمد بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ”حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت اُمامہ بنت ابوالعاصؓ سے نکاح کیا تھا، مگر اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔“ (جلد 8، صفحہ 386)۔

حضرت علی ؓ کی وصیّت

19 رمضان المبارک 40 ہجری کی ایک اداس صبح تھی۔ اہلِ کوفہ سحری سے فارغ ہوکر نمازِ فجر کی تیاری کررہے تھے۔ چوتھے خلیفہ راشد، امیرالمومنین، سیّدنا علی المرتضیٰ ؓ حسبِ معمول نمازِ فجر کی امامت کے لیے مسجد میں تشریف لاچکے تھے کہ اچانک ایک خارجی، عبدالرحمٰن بن ملجم نے زہر سے بجھی تلوار سے آپؓ پر وار کردیا، جس سے آپؓ شدید زخمی ہوگئے۔

دو دن تک اسی طرح زخمی حالت میں رہے، جب جانبری کی کوئی امید باقی نہ رہی، تو آپؓ نے حضرت مغیرہ بن نوفل ؓ کو طلب فرمایا، جو جناب عبدالمطلب کے پڑپوتے تھے اور اُنہیں وصیّت کی کہ ”میرے بعد تم امامہؓ سے نکاح کرلینا۔“ 21 رمضان المبارک 40 ہجری کو حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے شہادت پائی۔ حضرت اُمامہؓ 28 سال تک حضرت علیؓ کے نکاح میں رہیں اور اپنی خالہ، حضرت فاطمہ ؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حضرت علی ؓ کی خدمت واطاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

حضرت مغیرہ ؓ سے نکاح

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیّدنا علی المرتضیٰ ؓ کی شہادت کے بعد والیٔ شام، حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت اُمامہ ؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا، لیکن حضرت علی ؓ کے بڑے صاحبزادے، حضرت امام حسن ؓ نے حضرت اُمامہ ؓ کی رضامندی سے اپنے والدِ محترم کی وصیّت پر عمل کرتے ہوئے اُن کا نکاح، حضرت مغیرہ بن نوفل ؓ سے کردیا۔ حضرت مغیرہؓ کے صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام یحییٰ تھا۔ حضرت اُمامہؓ 26 سال تک حضرت مغیرہ بن نوفل ؓ کے نکاح میں رہیں۔

اولاد

حضرت علی ؓ سے آپؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن حضرت مغیرہ ؓ سے آپؓ کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔

وفات

نواسی رسول اللہؐ حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاصؓ نے 66 ہجری، بمطابق 686 عیسوی میں حضرت مغیرہ ؓ بن نوفل کے گھر میں امیر معاویہ ؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

❁❁❁

رسائل و جرائد

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا نقیب
غلبہ واقامت دین کی جدوجہد کا حدی خواں
ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد
مدیر: حافظ عاکف سعید
قیمت فی شمارہ: 40 روپے سالانہ زرِتعاون (اندرون ملک) 400 رو

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب، علوم وحِکَمِ قرآنی کا پرچارک
سہ ماہی حکمت قرآن لاہور
بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدینؒ۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ
مدیر مسئول: ڈاکٹر عارف رشید
قیمت فی شمارہ: 70 روپے سالانہ زرِتعاون (اندرونِ ملک) 280 روپے

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب
ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
حالات حاضرہ، سیاسی تجزیئے، ہلکے پھلکے علمی، معلوماتی، تحریکی مضامین اور رپورٹس
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
قیمت فی شمارہ: 15 روپے سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) -/600 روپے

ہم طالبان کے ساتھ ہیں!

وسعت اللہ خان

ہم تب بھی خوش تھے جب امریکہ کو ویتنامیوں سے چھتر پڑے۔ ہم تب بھی ناچے جب ایران سے امریکہ کا بستر گول ہوا اور ہم آج بھی بہت خوش ہیں جب افغانستان سے امریکی بدن پر تیل مل کے فرار ہوئے ہیں۔

امریکیوں کو جہاں بھی جو بھی جس طریقے سے بھی لتر مارتا ہے، ہم خوش ہوتے ہیں۔

بالکل ویسے ہی جب ارطغرل کہیں دور دراز ایشیا کوچک میں اپنے ہی جیسے ہم شکل دشمنوں کی دوڑ لگواتا ہے تو ہماری رگوں میں نعرۂ تکبیر گونج اٹھتا ہے۔

مگر ہم کیوں خوش ہوتے ہیں؟ کیونکہ ہم شدید تمنا کے باوجود یہ سب نہیں کر پاتے۔

ہمارا بھی اکثر دل چاہتا ہے کہ انڈیا سے کشمیر اور بنگلہ دیش کا بدلہ لے لیں۔ مگر اس کے لیے معیشت اور حالات ہی سازگار نہیں ہو پاتے تو ہم کیا کریں۔ ویسے بھی پشتو کا محاورہ ہے کہ 'تھوک سے پن چکی نہیں چلتی'۔

کیا ہمارا جی نہیں چاہتا کہ امریکہ ایک ہاتھ سے امدادی ریوڑی دے کر دوسرا ہاتھ گردن میں ڈال کر جو 'ڈو مور' کرواتا ہے وہ ہاتھ ہی مروڑ دیں۔

مگر پھر ملٹی پل ویزہ، گرین کارڈ، دوہری شہریت کے بل پر یہاں کا مال وہاں منتقل کر کے بے نامی املاک و کاروبار کی سہولت، بچوں کی اعلیٰ تعلیم، اسلحہ جاتی محتاجی، آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے تالوں کی امریکی چابیاں اور برادر امریکی ممالک سے تعلقات کی نزاکت جیسے گمبھیر مسائل امریکہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے سے روک دیتے ہیں۔

کاش یہ سب مجبوریاں نہ ہوتیں تو امریکہ کی ایوب خان کے دور میں ہی وہ لتر ول کرتے کہ ستر کی دہائی کے ویتنامی و ایرانی اور اکیسویں صدی کے طالبان بھی دانتوں تلے انگلیاں داب لیتے۔

ایسا نہیں کہ ہم میں جذبے اور ہمت کی کمی ہے یا ہم ایک خالص نظریاتی سماج کی تعمیر نہیں چاہتے یا طالبان کی طرح چوروں کے ہاتھ اور ڈاکوؤں کے پاؤں نہیں کاٹنا چاہتے یا کرپٹ لوگوں کو کرین سے لٹکانا یا رپسٹ کو سنگسار نہیں کرنا چاہتے یا سود سے پاک معیشت رائج کرنے کے تمنا گیر نہیں۔

ہم شدید خواہش مند ہیں تبھی تو ہمارے کچھ صاحبِ ایمان پکار اٹھے کہ 'کابل میں طالبان کا داخلہ فتحِ مکہ کے بعد اسلامی تاریخ کا دوسرا اہم واقعہ ہے۔' اب مجھ جیسے لال بجھکڑ سوچ رہے ہیں کہ کابل میں موجود حامد کرزئی، عبداللہ عبداللہ، گلبدین حکمت یار اور ابوسفیان، عکرمہ اور ابی سرح میں کیا قدرِ مشترک ہے۔

اور میں دن گن رہا ہوں کہ کب ہمارے یہ عزیز از جان تجزیہ کار دارالحرب سے دارالایمان کی جانب ہجرت کر کے تحریکِ ترکِ موالات کے بزرگوں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

اب اگر مرئی و غیر مرئی مجبوریوں کے سبب ہم بحیثیتِ قوم و ریاست وہ سب نہیں کر پا رہے جو کرنے کا حق ہے تو آپ کو کم از کم ہماری نیت اور جذبے کی داد تو دینی ہی چاہیے۔

اگر آپ یہ پوچھیں کہ کیا ہم طالبان کے ساتھ ہیں تو ہم ایک نہیں دونوں ہاتھ بلند کر کے کہنے کو تیار ہیں کہ 'ہاں! خدا کی قسم ہم دل سے ان کے ساتھ ہیں۔' اب خدا کے لیے یہ مت پوچھ لیجیے گا کہ کیا آپ طالبان جیسی حکومت اسلام آباد میں بھی چاہتے ہیں؟

گواہ رہیے گا کہ جب تک افغانستان میں کفر دوست ڈھانچہ رہا ہم نے اپنے دروازے ہر طرح کے افغانوں کے لیے کھول دیے۔ آج بھی ہمارے ہاں بیس لاکھ سے زیادہ مہمان ہیں۔

لیکن اب جب کہ ہمارے حسرتی وزیرِ اعظم کے بقول افغانستان 'غلامی کی زنجیریں توڑ چکا ہے۔' نئے پناہ گزینوں کا ہماری سرزمین پر آنا نہیں بنتا۔ انھیں وہیں رہ کر غلامی سے نجات کا جشن منانا چاہیے۔

(ویسے بھی آپ کسی صورت پاکستان، ایران اور ترکی سے مطالبہ نہیں کر سکتے کہ وہ مزید پناہ گزینوں کا بوجھ ہر صورت اٹھائیں۔ تینوں ممالک پر اس وقت پناہ گزینوں کا خاصا بوجھ ہے۔)

دنیا نے کابل ایئرپورٹ سے امریکی اور نیٹو مال بردار طیاروں کو تو پناہ گزینوں کا بوجھ ڈھوتے دیکھا مگر ان میں کوئی بھی ایسا مال بردار طیارہ نہیں تھا جس پر کسی خوشحال خلیجی ریاست کا نشان بنا ہو۔ کیا ان ریاستوں میں صرف بھگوڑے حکمرانوں اور ان حکمرانوں کی مال دار اپوزیشن کو ہی پناہ مل سکتی ہے؟

رفقاء متوجہ ہوں

''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد'' میں

19 تا 26 ستمبر 2021ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر1)

فکری و عملی رہنمائی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء واحباب اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-5309613 ، 051-4866055 , 051-2340147

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت : 78-(042)35473375

Western Lies about the War in Afghanistan

Brother Aslam Chouglay, UK.

The lies are being spread like wildfire by the western regimes and their associates. I recall MuhtaramDr. Israr Sahib's *(RAA)*words, ".... Shaitan is not going to take it lying down....". The war is not finished.The brave and honorable Taliban have, most certainly, won this battle but the war of words, the evil propaganda and the libel against the Taliban continue.

It is sickening for Muslims to have to put up with the ranting propaganda of the "losers".When these western regimes win a battle, by means of their masses of weapons of mass destruction, they dictate the surrender terms.Now that they have lost, to a brave and courageous foe, they still insist on dictating the terms.

As in the treaty of Hudaybiyyah, the terms are very one-sided.However, in Taliban's glorious wisdom, they have accepted the terms in an effort to prevent further, unnecessary bloodshed.It is the ordinary Afghan people who have always been the target of the continuous carpet bombing by the western allies and their friends.The Taliban strategy, is completely in-line with the words of the Quran, having fought the war exactly according to the words of the Quran, as well as signing of the agreement last year.

The lies which the western regimes used as anti-Taliban propaganda, right from the start was the smoke screen of "women's rights and girl's rights". This was used to sell the illegal invasion and the barbaric and savage bombardment of Afghanistan, as protectors of women's and girl' rights. They know the 9/11 excuse for suc savage destruction of a country, was going to b a short sell.These western regimes do not car at all for the women's and girls' rights. It wa always a war against Islam, as proven by thei spreading of the war into Iraq. As Maryar Sakeenah writes:

> *"In 2007 I conducted research on the status of women in Afghanistan after the Fall of the Taliban in 2001. My findings were so shocking and horrifying that I lost several nights' sleep over what I learnt. The scale of crimes against women [when the U.S. imposed Kabul regime was put into power] was unbelievable. These crimes included honor killings, gangrapes, abductions, forced marriages, buying and selling of girls, domestic violence etc. I unearthed evidence that many of the criminals involved were influential warlords, tribal leaders and powerful individuals, part of or close to the U.S. backed administration. I also got a sense of how all this was so little known, hushed up in the dark while we were duped into believing that the American liberators and their allies were heroically committed to free Afghan women from the "oppression" they had undergone under Taliban rule. We were duped into the belief that the free and independent*

> *under Taliban rule. We were duped into the belief that the free and independent Afghan woman walking the street with bare legs had been forcibly draped in that "detestable" blue burqa, and liberation for Afghan women, post-Taliban, would mean mass Burqa-burning ceremonies by scantily clad Afghan women across the country..."*

Taliban zindabad.A message here for the Tanzeem, it took them 20 years, and the fight still continues.Sabr means that efforts are required for decades, not just years.In actual fact, this current victory comes after the Taliban's defense of Islam for the past 200 years. The war started by the British invaders of the past 200 years ago, to enslave the Muslims of Afghanistan, as they had done the rest of India, which had previously been under the control of the Muslims.By all accounts this has always been a war against Islam. The formation of the Alliance for the illegal invasion of 2001 may have allowed the US generals to lead, but it was serving the raging hate of revenge for the predecessor generals who lost over the past 200 years.They could not live this humiliation down, and must have been thanking, whoever they thank, that the might of all other western regimes had taken up the battle.

All these human rights organizations shouting anti-Taliban propaganda, kept very quiet when their western regimes have been murdering hundreds of thousands of innocent Muslim men women and children, both in Afghanistan and Iraq. They do not shout when the rights of Muslim women are curtailed in France, Austri Switzerland, etc.All total hypocrisy.

The war is not over. Anti-Taliban, which i actually anti-Islam, propaganda, and th continued sanctions against Afghanistan mea the war is very much on-going.

May Allah*(SWT)* keep the Taliban on the *sirat-u mustaqeem*and *hidayat*.Ma Allah*(SWT)* continue to give them strength an victory.*Aameen!*

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ سرگودھا غربی کے سابق صدر انجمن خدام القرآن سرگودھا ڈاکٹر عبدالرحمٰن کے صاحبزادے ڈاکٹر عتیق الرحمٰن مؤسس وجوائینٹ سیکرٹری، انجمن خدام القرآن سرگودھا ایکسیڈنٹ کے باعث وفات پاگئے۔

برائے تعزیت:0321-6056079

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے رفیق محترم سلیم خان وفات پاگئے۔

برائے تعزیت:0336-6869418

☆ مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے کمپوزر محمد مشتاق کے والد وفات پاگئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد شرقی کے رفیق محمد حارث کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت:0333-6307186

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے رفیق جناب عبدالرافع کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت:0301-2185893

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے امیر جناب سادات انور کے برادر نسبتی وفات پاگئے۔ برائے تعزیت:0301-8215545

☆ حلقہ ساہیوال، عارف والا کے رفیق حمزہ صاحب کے نانا وفات پاگئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، فورٹ عباس کے رفیق قاری محمد عبداللہ کی پھوپھی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت:0307-7856703

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم وحید احمد قریشی کی چچی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت:0345-9056564

☆ حلقہ کراچی وسطی، منفرد سینئر رفیق جناب محمد حنیف خان کی زوجہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت:0300-9283229

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No.33

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore